نُصرة میگزین

نصرة میگزین شمارہ ۳۵
مارچ / اپریل ۲۰۱۷ بمطابق
جمادی الثانی / رجب ۱۴۳۸ ہجری

عطاء بن خلیل ابو الرشتہ
(امیر حزب التحریر)

تفسیر سورة البقرة ۱۵۷-۱۵۳

ٹرمپ کی خوشنودی کے لیے پاکستان کے حکمران اکھنڈ بھارت کی راہ پر چل رہے ہیں

نوید بٹ کی رہائی کے لیے مظاہرے

سبقت لے جانے والے لوگ

پوری انسانیت تک ہدایت کی روشنی پہنچانے کے لیے نصرة فرضیت

عوامی اثاثوں سے متعلق حنفی فقہا کی رائے

نصرة میگزین

مارچ/اپریل 2017 بمطابق جمادی الثانی/رجب 1438 ہجری

اس شمارے میں

اداریہ: ٹرمپ کا اکھنڈ بھارت منصوبہ		1
تفسیر سورۃ البقرۃ 153-157	شیخ عطاء بن خلیل ابو الرَشتہ	2
سبقت لے جانے والے لوگ	مصعب عمیر	5
خلفاء راشدین کی سنت کا پیروکار: سلطان اورنگزیب عالمگیر	کامل ثوابہ	9
ہدایت کی روشنی پہنچانے کے لیے نصرۃ کی فرضیت	بلال المہاجر	12
عوامی اثاثوں کے متعلق حنفی فقہا کی رائے	عثمان بدر	15
دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسلامی فوجی اتحاد غداری کا نسخہ ہے	افضل قمر	19
شامی انقلاب امت کے لیے حوصلے اور ہمت کا باعث ہے	انجینئر معیز	22
ٹرمپ کی خوشنودی کے لیے پاکستان کی حکمران اکھنڈ بھارت کی راہ پر چل رہے ہیں	حزب التحریر ولایہ پاکستان	23
سانپ کا سر کاٹ ڈالو اور اس کی دُم کے پیچھے بھاگنا بند کرو	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	25
زکوۃ میں جلدی	سوال وجواب	26
"لا" کو فعل "زال" سے جوڑنا	سوال وجواب	28
روس اور چین کے متعلق امریکہ کی اصل پالیسی	سوال وجواب	30
بین الاقوامی پریس ریلیز	حزب التحریر کے میڈیا آفس	36
نوید بٹ کی رہائی کے لیے مظاہرے	میڈیا آفس ولایہ پاکستان	39

اداریہ: ٹرمپ کا اکھنڈ بھارت کا منصوبہ

صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے صدارت کا حلف اٹھانے سے قبل اس بات پر اپنی آمدگی کا اظہار کیا تھا کہ وہ پاکستان و بھارت کے درمیان تعلقات کو بحال کرنے کے لیے کردار ادا کرنے پر تیار ہے۔ حلف اٹھانے کے بعد پاکستان و بھارت کے درمیان کشیدگی اور بیان بازی میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے جو تعلقات کو بحال کرنے کے لیے امریکی مداخلت کے لیے ایک بنیاد فراہم کرے گا۔

براہ راست مداخلت سے قطع نظر امریکہ پاکستان و بھارت کی حکومتوں اور تعلقات کو بحال کرنے کے پورے عمل پر اثرورسوخ رکھتا ہے۔ امریکہ مخالف کانگریس پارٹی کی امریکہ نواز بے جے پی کے ہاتھوں شکست کے بعد، نئی دہلی اور واشنگٹن ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مل کر کام کر رہے ہیں۔ جہاں تک پاکستان کی حکومت کا تعلق ہے، تو وہ امریکی دفتر خارجہ اور دفتر دفاع کی جانب سے بھارت کے متعلق "تحمل" کی پالیسی کے مطابق ہی کام کر رہی ہے جبکہ بھارت سے تعلقات کو بحال کرنے کی کوششوں کا حصہ بننا سیاسی خودکشی کے مترادف ہے۔

تعلقات کو بحال کرنے کے عمل کو اس لیے آگے بڑھایا جارہا ہے تاکہ چین کی ابھرتی طاقت کو محدود اور کسی بھی مسلم طاقت کے ظہور کو روکا جاسکے۔ اس کا مقصد ہندو ریاست کو طاقتور کرنا ہے جسے کوئی چیلنج نہ کرسکے، جو علاقے کی بالادست طاقت ہو اور اس طرح عملاً اکھنڈ بھارت کے خواب کو پورا کیا جاسکے۔ اس بات کو تعلقات کی بحالی کے عمل کے کسی بھی شعبے کے حوالے سے دیکھا جاسکتا ہے چاہے اس کا تعلق ثقافت، معیشت فوج یا سیاست سے ہو۔ بھارت نے مطالبات کرنے ہیں اور پاکستان نے انہیں تسلیم کرنا ہے۔

پاکستان بھر میں عدم استحکام کے حوالے سے ہندو ریاست کے کردار سے یہ واضح ہے کہ نئی دہلی کبھی بھی مسلمانوں کا دوست نہیں ہو سکتا اور وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے کسی بھی موقع کو ضائع نہیں کرے گا۔ اعتماد کی بحالی کے اقدامات اور تعلقات کی بحالی بے وقوفانہ اقدامات ہیں۔

تعلقات کو بحال کرنے کے عمل کو اس لیے آگے بڑھایا جارہا ہے تاکہ چین کی ابھرتی طاقت کو محدود اور کسی بھی مسلم طاقت کے ظہور کو روکا جاسکے۔ اس کا مقصد ہندو ریاست کو طاقتور کرنا ہے جسے کوئی چیلنج نہ کرسکے، جو علاقے کی بالادست طاقت ہو اور اس طرح عملاً اکھنڈ بھارت کے خواب کو پورا کیا جاسکے

اس کے برعکس مسلمانوں کے تقریباً ایک ہزار سال کی حکمرانی میں ہندوؤں کو امن، تحفظ اور انصاف دیا گیا یہاں تک کہ برطانوی سامراج نے مسلمانوں کی حکومت ختم کردی۔ لیکن ایک ہزار سال تک دوسروں کی حکمرانی کے زیر سایہ رہنے کے باوجود جیسے ہی ہندوؤں کو ایک ہندو ریاست کی صورت میں قابل ذکر اختیار ملا تو انہوں نے کوئی لمحہ ضائع کیے بغیر مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانا شروع کردیا چاہے ان کا تعلق پاکستان، بنگلادیش، کشمیر یا خود بھارت سے ہی کیوں نہ ہو۔

آگے بڑھنے کا راستہ خود کو مضبوط کرنا ہے اور یہ مضبوطی ریاست خلافت کے قیام اور اسلام کے نفاذ سے آئے گی۔ یاد رکھیں کہ یہ خلافت ہی تھی جس نے محمد بن قاسم اور اس کی فوج کو ہندو مظالم کے خاتمے کے لیے بھیجا اور خطے میں مسلم حکمرانی کی بنیاد رکھی۔ آج خلافت ہی مسلمانوں کو ایک واحد ریاست کی شکل میں یکجا کرکے دنیا کی سب سے باوسائل ریاست کی شکل میں ڈھال دے گی، جس کے پاس بڑی افواج، آبادی، زمینیں اور توانائی کے وسائل ہوں گے جو دنیا کی کسی بھی بڑی طاقت سے زیادہ ہوں گے۔ اور یہ کہ ایک بار پھر خلافت ہی ہو گی جو مسلم علاقوں کو ہندوؤں کے مظالم سے نجات دلائے گی۔

تفسیر سورۃ البقرۃ 157-153

مشہور فقیہ اور رہنما، امیر حزب التحریر، شیخ عطاء بن خلیل ابو رَشتہ کی کتاب "**التیسیر فی اصول التفسیر**" سے اقتباس

بسم الله الرحمن الرحيم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ (153) وَلاَ تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لاَ تَشْعُرُونَ (154) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الأَمْوَالِ وَالأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ (155) الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ (156) أُوْلَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُوْلَئِكَ هُمْ الْمُهْتَدُونَ (157).

"اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے(153)اور جو لوگ اللہ کے راستے میں قتل ہوں، ان کو مردہ نہ کہو۔ دراصل وہ زندہ ہیں مگر تم کو ان کی زندگی کا احساس نہیں ہوتا(154) اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے، کبھی بھوک سے، (کبھی) مال وجان اور پھلوں میں کمی کرکے۔ اور جو لوگ (ایسے حالات) میں صبر سے کام لیں، اُن کو خوشخبری سنادو (155) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ "ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے(156) یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت۔ اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں"(157)۔(البقرۃ:157-153)

ان آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مندرجہ ذیل امور بیان فرمائے:

1- پچھلی آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے ہم میں سے پیغمبر بھیجا جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی آیات ہمیں پڑھ کر سناتے ہیں، ہمیں شرک وبت پرستی سے پاک کرتے ہیں اور وہ تمام عقائد اور احکامات سکھاتے ہیں جن کو اپنانا ہم پر لازم ہے، ہمیں بتایا کہ ہم اللہ کو یاد کریں اور اسلام کی طرف لوگوں کو بلائیں، اب مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں صبر اور نماز کے ذریعے مدد وقوت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس آیت کے مفہوم سے اشارۃً اس بات کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ اسلام کی طرف دعوت اور اللہ کی شریعت کی پابندی ایک بھاری ذمہ داری ہے جس میں مشقت اٹھانی پڑتی ہے، نیز یہ کہ مسلمان کے لیے یہ ضروری ہے کہ شرعی احکامات پر عمل کے نتیجے میں اس پر آنے والے مصائب کے باوجود ان احکامات پر ثابت قدمی دکھاتے ہوئے اسے دو چیزوں سے آراستہ ہونا چاہئے، صبر اور نماز۔

2- اس کے بعد اللہ سبحانہ آزمائش کے مختلف انواع کا ذکر فرمایا جو اسلام کو لے کر اٹھنے والوں اور اس کی طرف دعوت دینے والوں کو پیش آتی ہیں، اور اس اجر کا بھی تذکرہ فرمایا جو حق پر ڈٹ جانے والے صابرین کے لیے تیار کیا گیا ہے، جو مصیبت کے وقت کہتے ہیں: ﴿**إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**﴾"ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور اسی کی جانب ہمیں واپس جانا ہے"۔ جن مشقتوں اور پریشانیوں کا تذکرہ ان آیات کے اندر کیا گیا ہے اور ان کو برداشت کرنے والوں کے واسطے جو نعمتیں تیار کی گئیں ہیں، وہ یہ ہیں:

ا۔ اللہ کے راستے میں قتل، یعنی اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بلند کرنے کی خاطر اللہ کے دشمنوں سے لڑتے ہوئے ایک مسلمان قتل ہوجائے، جبکہ اس نے کفار پر حملہ کیا ہو، وہ معرکۂ کارزار میں ڈٹ کر کھڑا ہو، نہ کہ پیٹھ دے کر بھاگتے ہوئے قتل ہوجائے، ایسے شخص کو یہ اعزاز دیا گیا ہے کہ اللہ کے ہاں وہ زندوں میں سے ہے، مگر چونکہ یہ معاملہ ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہے، اس لیے انسانوں کو اس کا احساس نہیں ہوتا، ان کی زندگی عمدہ اور پاکیزہ ہے، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے((**من قاتل لإعلاء كلمة الله مقبلا غير مدبر فهو في سبيل الله**))"جو کوئی پیٹھ دکھائے بغیر آگے بڑھتے ہوئے لڑے تو وہ اللہ کے راستے میں لڑا"(النسائی 3104، احمد417/392/4، الدرامی 2305) ایک اور حدیث میں آیا ہے(**إن أرواح الشهداء عند الله في حواصل طيور خضر تسرح في أنهار الجنة حيث شاءت**)"بے شک شہدا کی ارواح اللہ کے نزدیک سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہوتے ہیں، وہ جنت کی نہروں پر سے جہاں چاہے پھرتے رہتے ہیں۔"(مسلم 3500، ترمذی 2937، ابن ماجہ 3791، الدرامی 2303، احمد386/3)

ب۔ خوف، بھوک، مال وجان اور پھلوں کے نقصان کی صورت میں تکلیف اور مصیبت کی مختلف اقسام میں سے مؤمن کو جو بھی صورت پیش آئے، آزمائش کہلاتی ہے۔ خوف ایک آزمائش ہے، بدامنی آزمائش ہے، فقروفاقہ اور بھوک پیاس اور خسارے کی وجہ سے مال میں کمی یا بیماریوں اور اموات کی وجہ سے جانی

نقصانات اور آفتیں پڑنے پر پھلوں کی کمی وغیرہ سب آزمائش کی شکلیں ہیں۔ اس آیت کے اندر اللہ سبحانہ نے ﴿بِشَيْءٍ﴾ 'کسی نہ کسی' کا ذکر کیا ہے، جس کا مطلب ہے کہ آزمائش جیسی بھی ہو، چھوٹی ہو بڑی ہو، آزمائش ہی ہے اور اس پر صبر کے نتیجے میں بہت بڑے اجر کا وعدہ ہے۔ ایک دفعہ نبی ﷺ نے چراغ بجھ جانے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، صحابہ کے استفسار پر ارشاد فرمایا: ((كلّ ما يؤذي المؤمن فهو مصيبة وله أجر)) "کوئی بھی چیز جس سے مومن کو تکلیف پہنچے، وہ مصیبت ہے اور اسے اس کا اجر ملتا ہے" (درالمختار 380/2، تفسیر البیضاوی 125/1)۔

آپ ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: ((ما من مسلم يشاك شوكةً فما فوقها إلا رفعه الله بها درجةً وحط عنه بها خطيئةً)) "کوئی مسلمان جس کو کانٹا چبھ جائے یا اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف پہنچ جائے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرماتے ہیں اور اس کا ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔" (مسلم، بخاری)

ج۔ اللہ سبحانہ نے بیان کیا ہے کہ جب ایک مسلمان ابتلا اور آزمائش کے وقت صبر کرتا ہے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے تو اس پر اسے اجر عظیم ملتا ہے اور وہ یہ کہ (أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ) "یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت۔ اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں۔"

مسلمؒ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے حدیث نقل کی ہے، وہ فرماتی ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: **«ما من عبد تصيبه مصيبة فيقول إنا لله وإنا إليه راجعون اللهم أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها، إلا آجره الله تعالى في مصيبته وأخلف له خيرا منها»** "کسی بندے کو جب مصیبت پہنچے اور وہ اس پر انا لله وانا اليه راجعون پڑھتا ہے اور یہ پڑھتا ہے کہ اللهم أجرني في مصيبتي واخلف لي خيرا منها۔ اللہ سبحانہ ضرور اس کی مصیبت پر اس کو بدلہ دیں گے اور اس سے بہتر حالات لائیں گے۔ وہ فرماتی ہے کہ پھر جب ابو سلمہ (ام سلمہ کے پہلا شوہر) کی وفات ہوئی تو میں نے وہی کچھ پڑھا جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے ابو سلمہ سے بہتر عطا کیا، اور رسول ﷺ کے ساتھ میرا نکاح ہو گیا۔" (بخاری 5324، مسلم 1525، ترمذی 3433، ابوداود 2712)

3- اللہ سبحانہ ہمیں حکم دیتے ہیں کہ ہم اسلام کی دعوت لے کر چلنے کے دوران اور اس میں حق پر ثابت قدم رہنے کے لیے صبر اور نماز کے ذریعے مدد حاصل کریں، رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث میں یہ نقل کیا گیا ہے کہ جب آپ ﷺ کو کوئی معاملہ درپیش ہو جاتا تو نماز کی طرف دوڑتے، نماز ہی مؤمن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسی کے ذریعے وہ اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے اور نماز ادا کر کے اس کا دل سکون و اطمینان کے خوشگوار کیفیات سے لبریز ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: (حُبِّبَ إِلَيَّ من دنياكم ثلاث: الطيب والنساء، وجعلت قرة عيني في الصلاة) "میرے دل میں تمہاری دنیا میں سے تین چیزوں کی محبت ڈال دی گئی ہے؛ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔" (النسائی 3878، احمد 128/3، 285)

ظلم اور ظالموں کے ساتھ مقابلے میں مؤمن کو نماز سے قوت اور سہارا ملتا ہے، حق پر ڈٹے رہنے میں عزم وہمت بندھتی ہے، وہ ایک سچا مؤمن ہو کر نہ تو ڈگمگاتا ہے نہ ہی ہمت ہارتا ہے۔ آیت میں صبر کی اہمیت جتانے کے لیے اس کا ذکر نماز سے پہلے کیا گیا ہے، نماز بندے اور رب کے درمیان تعلق کا مظہر ہے اور صبر بندے اور اس کی اپنے من اور دیگر لوگوں کے ساتھ اس کے تعلق کا مظہر ہے، صبر ایک کسوٹی اور پیمانہ ہے، اس کے ذریعے سختی اور مصائب یا ناگوار حالات میں ثابت قدمی کو پرکھا جاتا ہے۔

صبر کے فوائد:

آیئے تھوڑی دیر کے لیے صبر کے مفہوم پر غور کریں کیونکہ بعض مسلمانوں کے ہاں اس کی حقیقت اور مدلول میں جو گنجلک پائی جاتی ہے، اس کا ازالہ کیا جائے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ایک آدمی برائیوں اور برے لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اپنے آپ میں مگن رہے، تو ایسے شخص کو صابر کہا جا سکتا ہے، خواہ اس کے سامنے محرمات کو پامال کیا جائے، حدود اللہ معطل ہوں، جہاد پر پابندی ہو، مگر اس حوالے سے اس کا کوئی موقف نہ ہو، بلکہ وہ ان جیسے امور سے اپنے آپ کو دور رکھتا ہو اور نہی عن المنکر کو چھوڑا ہوا ہے، تو لوگ اس کو بھی صابر سمجھتے ہیں۔

کچھ لوگ اپنے آپ کو تکلیف اور اذیت سے بچانے کی جدوجہد میں، اور اس ڈر کی وجہ سے کہ دشمنوں کی طرف سے پیچھا کرنے پر اس کو نقصان پہنچے گا، کلمہ حق بلند کرنے یا اللہ کو راضی کرنے والے اعمال کی جسارت کرنا چھوڑ کر کسی گوشے میں سر چھپا کر گونگا بہرہ بن کر بیٹھ جاتے ہیں، اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو صابرین میں سے سمجھتا ہے۔ حالانکہ اس کو صبر نہیں کہتے، یہ وہ صبر نہیں جس کے بدلے میں جنات النعیم آراستہ کر دیے جاتے ہیں اور جس پر بے حساب اجر کا وعدہ کیا گیا ہے (إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ) "بے شک صبر کرنے والوں ہی کو ان

کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے (الزمر:10)۔ بلکہ یہ تو ہو بہو وہی کمزوری ہے جس سے آپ ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے:((أعوذ بالله من العجز والكسل والجبن والبخل والهم والحزن وغلبة الدين وقهر الرجال)) "میں بے بسی، سستی، بزدلی، کنجوسی، پریشانی، غم، قرض کے زیادہ ہونے اور لوگوں کی زبردستی سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔" (بخاری 5894، مسلم 4908)

صبر یہ ہوتا ہے کہ آپ حق بات کہیں، حق کام کریں، پھر اس کے نتیجے میں پہنچنے والی اذیتوں کو برابر برداشت کرتے جائیں، ان اذیتوں کی وجہ سے نہ تو آپ اپنے موقف کو چھوڑنے کے لیے تیار ہوں نہ ہی آپ کا حوصلہ کمزور یا پست ہو، بلکہ استقامت کے ساتھ اپنے عمل کو جاری رکھے ہوئے ہوں۔

صبر کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے کلام میں بتایا ہے کہ یہ تقویٰ سے جنم لیتا ہے (إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لاَ يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ) "حقیقت یہ ہے کہ جو شخص تقویٰ اور صبر سے کام لیتا ہے تو اللہ (ایسے) اچھے کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا" (یوسف:90)۔

صبر کو مجاہدین کے صفات میں سے بتلایا ہے، ارشاد ہے: "(وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ) "کتنے سارے پیغمبر ہیں جن کے ساتھ مل کر بہت سے اللہ والوں نے جنگ کی! نتیجتاً انہیں اللہ کے راستے میں جو تکلیفیں پہنچیں ان کی وجہ سے نہ انہوں نے ہمت ہاری، نہ کمزور پڑے اور نہ انہوں نے اپنے آپ کو جھکایا۔ اللہ ایسے ثابت قدم لوگوں سے محبت کرتا ہے۔" (آل عمران:146)۔

صبر آزمائشوں پر ہوتا ہے، قضا پر ہوتا ہے، جو انسان کو ثابت قدمی کی طرف لے کر جاتا ہے، نہ کہ ڈانواڈول ہونے کی طرف۔ صبر تو انسان کی قرآن پر عمل پیرا ہونے کی طرف رہنمائی کرتا ہے، صبر یہ نہیں سکھاتا کہ مصیبت پہنچنے پر ناگواری کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن کو جھٹک دے، صبر سے تو رب تعالیٰ کی قربت میں اضافہ ہونے کی کیفیت نصیب ہوتی ہے، نہ کہ اس سے دوری۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں قرآن میں آیا ہے (فَنَادَى فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ) "پھر انہوں نے اندھیریوں میں سے آواز لگائی کہ:" (یا اللہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہر عیب سے پاک ہے، بے شک میں قصور وار ہوں۔" (الأنبياء:87)

صبر سے حوصلوں کو مہمیز ملتا ہے اور جنت کا راستہ قریب کر دیتا ہے، بلال کا صبر تھا، خباب کا صبر اور آل یاسر کا صبر تھا جس کے بارے میں آپ ﷺ نے انہیں خوشخبری دی:((صبرا آل ياسر إن موعدكم الجنة))" اے آل یاسر، صبر کرو، تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔" (المستدرک 3/383، المطالب العالیہ 4.34، الحلیہ 1/140)

صبر تو خبیب اور زید رضی اللہ عنہما کا تھا" اللہ کی قسم! مجھے اتنی سی بات بھی پسند نہیں کہ محمد ﷺ جہاں تشریف فرما ہیں، وہیں ان کو کوئی کانٹا چبھ جائے جس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہو رہی ہو اور میں اپنے گھر میں اپنے بچوں کے ساتھ آرام و سکون سے بیٹھا رہوں۔" (سیرت ابن ہشام 3/181)

صبر تو ان لوگوں کا ہوتا ہے جو لوگوں کے لعن طعن اور ملامت کو خاطر میں لائے بغیر ظالم کا ہاتھ روکتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے: ((كلا والله لتأخذن على يد الظالم ولتأطرنه على الحق أطرا ولتقصرنه على الحق قصرا أو ليضربن الله قلوب بعضكم ببعض وليلعنكم كما لعن بني إسرائيل))" خبردار، اللہ کی قسم! تم ضرور ظالم کا ہاتھ روکو گے اور اس کو حق کی طرف موڑو گے اور حق ہی کے اندر اس کو بندھا ہوا رکھو گے، نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا دے گا اور بنی اسرائیل کی طرح تم پر لعنت کر دے گا۔" (ترمذی 2974، ابو داود 3774، ابن ماجہ 3996)

صبر تو رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کا تھا، صبر تو ان کا تھا جنہوں نے قریش کے معاہدے کی دستاویز پھاڑ کے ٹکڑے کیے تھے، جنہوں نے ابی طالب کی گھاٹی میں قوم کے ساتھ بائیکاٹ کے سخت ترین دن گزارے، جنہوں نے حبشہ کی ہجرت کی اور "ہمارا رب اللہ ہے" کہنے پر جن کا پیچھا کیا گیا۔

صبر تو مہاجرین اور انصار کا تھا، جنہوں نے مشرکین، فارسی مجوسیوں اور اہلِ روم کے ساتھ جنگیں کیں۔۔۔ عبد اللہ ابن ابی حذافہ رضی اللہ عنہ کی جماعت کا صبر جنہیں قید کیا گیا اور ظلم و ستم ڈھایا گیا۔۔۔ مومن اور راست باز مجاہدین کا صبر۔

صبر یہ ہے کہ امر بالمعروف کریں، نہی عن المنکر کریں اور اس راستے کی تکالیف کے سامنے ہمت نہ ہاریں۔ صبر یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کی فوج میں بھرتی ہو کر دشمنانِ خدا کے خلاف جنگ کے لیے نکل کھڑا ہوا جائے۔

بقیہ صفحہ 18 پر

سبقت لے جانے والے لوگ

تحریر: مصعب عمیر

دنیا اس وقت ایک عظیم تبدیلی کے دہانے پر کھڑی ہے کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان کشمکش اپنے عروج پر پہنچ گئی ہے۔ پوری دنیا یہ دیکھ رہی ہے کہ کفر اور اس کے لوگوں کا غرور و تکبر بہت پکا ہو چکا ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کے ابتدائی ایگزیکیٹو احکام نے امریکہ کی مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کو ثابت اور مزید مستحکم بھی کیا ہے۔ جہاں تک مسلم دنیا پر حکمرانی کرنے والے امریکی ایجنٹوں کا تعلق ہے، تو انہوں نے امریکہ کی ہی پیروی کی اور اسلام کو بزور قوت کچلنے کے اپنے عزم کا اعادہ کیا۔ لیکن اس بات کا بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ مسلمانوں نے ظلم و جبر کے سامنے جھکنے کی جگہ رہنمائی اور مدد کے لیے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب رجوع کیا ہے۔ جیسے جیسے دشمن آگے بڑھ رہے ہیں ویسے ویسے مسلمانوں میں اپنے امور سے متعلق آگاہی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے وفاداری بھی بڑھ رہی ہے جس کو پوری مسلم دنیا اور باقی دنیا میں بھی محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اور جبکہ دنیا اس کشمکش کے نتیجے کا انتظار کر رہی ہے، تو اس صورتحال میں ہمارے کندھوں پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہمیں اپنا سختی سے محاسبہ کرنا ہے اور دیکھنا ہے کہ اس کشمکش میں ہمارا کتنا حصہ ہے تاکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے عبادت گزار اور برگزیدہ بندوں کی پہلی صف میں ہمارا شمار ہو اور اس کشمکش کا نتیجہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں سامنے آئے۔

اے مسلمانو! اِس وقت اور اِس موقع پر ہمارے کندھوں پر بہت بھاری ذمہ داری ہے۔ ہمیں اسلامی ریاستِ خلافت کے ذریعے کتاب اللہ کے مطابق حکومت کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ نہ صرف اِس ریاست کا قیام ہم پر لازم ہے جو کسی بھی ایسی ریاست ہی کی طرح کی ہوگی جسے جدید دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی ہے، بلکہ مزید برآں یہ ریاست فقط عثمانی خلافت جیسی صرف کوئی ریاستِ خلافت نہیں ہوگی بلکہ یہ نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت ہوگی جو اللہ کے حکم سے ظالم حکمرانوں کی حکمرانی ہمیشہ کے لیے ختم کر دے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

> یہ وہ لوگ ہیں جو داہنی طرف کے لوگوں یعنی جنت کے مکینوں میں سے اعلیٰ مرتبہ و مقام کے حامل اور اللہ کے سب سے زیادہ نزدیک ہونگے۔ یہ داہنی طرف کے لوگوں کے سردار ہیں۔

يَرْفَعُهَا ثُمَّ تَكُونُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُونُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكُونَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا إِذَا شَاءَ أَنْ يَرْفَعَهَا ثُمَّ تَكُونُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ

"پھر جابرانہ حکومت کا دور ہوگا جو (اس وقت تک) رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کر دے گا۔ پھر نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت قائم ہوگی۔ پھر آپ ﷺ خاموش ہوگئے"۔

اے مسلمانو! اللہ کے رسول ﷺ نے یہ خوشخبری دی تھی کہ جب خلافت دوبارہ لوٹے گی تو یہ پہلی خلافت، جو نبوت کے نقشِ قدم پر تھی، کی طرح ہی ہوگی، یعنی یہ ابو بکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے طرح ہی ہوگی۔ چنانچہ ایسی اعلیٰ پائے کی خلافت کے لیے اعلیٰ اقدار کے حامل افراد کی ضرورت ہے جو والی، مجلس شوریٰ کے اراکین، افواج کے کمانڈرز، قاضی اور اِس جیسی دوسری ذمہ داریوں کو اپنے کندھوں پر اٹھا سکیں۔ لیکن یہ سب ہمارے دور میں کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ ہماری موجودہ نسل رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی طرح نہیں ہے وہ اصحاب جو سب سے بہتر تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: **خَيْرُ الْقُرُونِ قَرْنِي** "سب سے بہتر دور میرا دور ہے"۔ یہاں ہمیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ان الفاظ پر یقین کرنا چاہیے کہ ہماری موجودہ نسل میں بھی کچھ، اگرچہ پہلوں کے مقابلے میں بہت ہی کم، مگر ایسے لوگ ہونگے جو بھلائی میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَالسَّـبِقُونَ السَّـبِقُونَ- أُوْلَـئِكَ الْمُقَرَّبُونَ-فِى جَنَّـتِ النَّعِيمِ-ثُلَّةٌ مِّنَ الاٌّوَّلِينَ -وَقَلِيلٌ مِّنَ الاٌّخِرِينَ** "سبقت لے جانے والے تو سبقت لے جانے والے ہیں۔ وہی تو مقرب لوگ ہیں۔ نعمت بھری جنتوں میں رہیں گے۔ اگلوں میں سے بہت ہونگے اور پچھلوں میں سے کم" (الواقع:10-14)

اے مسلمانو! یہ سبقت لے جانے والے کون ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو داہنی طرف کے لوگوں یعنی جنت کے مکینوں میں سے اعلیٰ مرتبہ و مقام کے حامل اور اللہ کے سب سے زیادہ نزدیک ہونگے۔ یہ داہنی طرف کے لوگوں کے سردار ہیں، اِن لوگوں میں

رسول، نبی، سچے مومنین اور شہداء شامل ہونگے۔ یہ جنت کے بلند ترین مقاموں کے مکین ہونگے۔ سبقت لے جانے والے کا مطلب ہے کہ وہ نیک اعمال کرنے والوں میں سبقت لے جانے والے تھے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُنہیں حکم دیا: **وَسَارِعُوٓاْ إِلَىٰ مَغۡفِرَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا ٱلسَّمَٰوَٰتُ وَٱلۡأَرۡضُ** "لپکو اُس راہ پر جو تمہارے رب کی بخشش اور اُس جنت کی طرف جاتی جس کی وسعت زمین اور آسمانوں جیسی ہے" (آل عمران:133)، **سَابِقُوٓاْ إِلَىٰ مَغۡفِرَةٖ مِّن رَّبِّكُمۡ وَجَنَّةٍ عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ** "دوڑو اور ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اپنے رب کی مغفرت اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان وزمین جیسی ہے"(الحدید:21)۔ چنانچہ وہ لوگ جو اِس دنیا میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تابعداری کی طرف جلدی کرتے ہیں اور نیک اعمال سرانجام دینے میں سبقت لے جاتے ہیں، وہ سبقت لے جانے والے مومنین کے ساتھ ہونگے، آخرت کے روز عزت سے نوازے جائیں گے اور اِس زندگی میں اللہ کی طرف سے فتح ونصرت کے وعدے کے حق دار ہونگے۔

اے مسلمانو! ہمیں اسلام کے آغاز کے وقت کے داعیوں کے طرح داعی ہونا چاہیے، پس جو چاہتا ہے کہ وہ سبقت لے جانے والوں میں شمار کیا جائے اُسے دعوت کے رستے میں آنے والی مشقتوں کو اٹھانا ہے اور اللہ کے رستے میں جہاد اور شہادت کی راہ کو اپنانا ہے۔ یہی وہ لوگ ہونگے جو لوگوں کے درمیان ہدایت کو پھیلائیں گے، ظالموں کے قلعوں کو ملیامیٹ کریں گے، لوگوں کی گردنوں کو کفر قوانین کے طوق سے آزاد کرائیں گے اور دین کے نفاذ کو یقینی بنائیں گے۔ کیا ہم یہ نہیں دیکھتے کہ مسلمان حاملین دعوت کے چھوٹے چھوٹے لشکروں کے لیے شاید یہ ممکن نہ تھا کہ وہ فقط اپنے بل بوتے پر اِن وسیع وعریض علاقوں کو آزاد کراسکتے اور انہیں دارالکفر سے دارالاسلام میں تبدیل کرسکتے اور وہاں کے لوگوں کو کافر سے مسلمان بنادیتے۔ بلکہ یہ اُن کا پختہ ایمان اور اخلاص ہی تھا کہ جس نے اُنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد کا حقدار بنادیا، ایک ایسی مدد جس نے اُن کے وسائل اور صلاحیتوں کو کئی گنا بڑھادیا، یہاں تک کہ کفار بھی یہ محسوس کرتے تھے کہ اِن مسلمانوں کو غیب سے مدد مل رہی ہے۔

ماضی میں ایک حامل دعوت اسلام کے افکار کے تحت ہی زندگی گزارتا تھا، وہ صرف اسلام کی خاطر زندہ رہنا چاہتا تھا اور وہ کبھی دعوت کی ذمہ داریوں کو ادا کیے بغیر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھا۔

حاملِ دعوت اسلام کی طرف دعوت کے فریضے کو تمام فرائض پر ترجیح دینے کے اللہ کے حکم کو اپنے دل ودماغ میں بٹھالیتا ہے، اِس بات کا خیال رکھتے ہوئے کہ وہ دوسرے فرائض سے غفلت نہ برتے۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **قُلۡ إِن كَانَ ءَابَآؤُكُمۡ وَأَبۡنَآؤُكُمۡ وَإِخۡوَٰنُكُمۡ وَأَزۡوَٰجُكُمۡ وَعَشِيرَتُكُمۡ وَأَمۡوَٰلٌ ٱقۡتَرَفۡتُمُوهَا وَتِجَٰرَةٞ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسَٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَآ أَحَبَّ إِلَيۡكُم مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَجِهَادٖ فِي سَبِيلِهِۦ فَتَرَبَّصُواْ حَتَّىٰ يَأۡتِيَ ٱللَّهُ بِأَمۡرِهِۦۗ وَٱللَّهُ لَا يَهۡدِي ٱلۡقَوۡمَ ٱلۡفَٰسِقِينَ** "(اے نبی) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیزواقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا" (التوبہ:24)۔ پس اگرچہ یہ سچ ہے کہ ایک مسلمان پر اُس کے والدین، بیوی بچوں، بھائیوں، رشتے داروں، اُس کی تجارت اور مال ودولت سے متعلق اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جانب سے فرائض عائد ہیں، چنانچہ وہ اُن کے لیے وقت نکالے گا اور اُن کے لیے محنت کرے گا، اِس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ وہ اُن سے غفلت نہ برتتے ہوئے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے لیے جتنا ممکن ہے وقت نکالے گا۔

اے مسلمانو! آج کا حامل دعوت بھی ماضی کے حامل دعوت کی طرح بننے کا متمنی ہے۔ اُس کے پاس بھی وہ صلاحیت موجود ہے کہ وہ اسلامی سرزمینوں میں اسلام کی حکومت کا احیاء کرسکے اور اور اسلام کی دعوت کو پوری دنیا کی طرف لے کر جاسکے۔ چنانچہ یہ یادرکھیں کہ ماضی میں ایک حامل دعوت اسلام کے افکار کے تحت ہی زندگی گزارتا تھا، وہ صرف اسلام کی خاطر زندہ رہنا چاہتا تھا اور وہ کبھی دعوت کی ذمہ داریوں کو ادا کیے بغیر مطمئن ہو کر نہیں بیٹھا۔ اسے اس وقت تک اطمینان نہیں ہوتا جب تک وہ اُنہیں انجام نہ دے لے۔ اس نے کسی تجارتی یاگھریلو بندھن کو اپنی دعوت پر حاوی نہیں ہونے دیا، بالکل اُسی طرح جیسے اُس نے اِن بندھنوں کو اللہ کی یاد پر کبھی حاوی نہیں ہونے دیا۔ اُن حاملین دعوت نے اپنا گھر بار چھوڑ کر افریقہ، انڈونیشیا، چین اور جاپان جیسے ملکوں کے تجارتی سفر کیے، اور ہمیشہ اسلام کی دعوت کو مادی تجارت سے

آگے رکھا،لاکھوں لوگوں کو اسلام کی راہِ ہدایت دکھائی اور تجارتی فائدے کے ساتھ ساتھ اللہ کی خوشنودی کو حاصل کیا۔ اُن کے نزدیک آخرت میں جنت کی خوشیوں، کہ جس کا وعدہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کیا ہے ،اور وہاں کے ساتھیوں کے مقابلے میں خونی رشتے اور دنیاوی فائدے سب بے وقعت تھے۔

آیئے اُن لوگوں کو یاد کریں جنھوں نے سب سے پہلے نبوت کے نقشِ قدم پر خلافت کو قائم کیا تھا،وہ لوگ جو روئے زمین پر سب لوگوں سے بہتر تھے اور جن کی وجہ سے قرآن کی آیات نازل ہوئیں۔اے مسلمان! ابو عبیدہ الجراح کے اُس وقت کو یاد کریں جب اُنہیں اسلام اور اپنے خونی رشتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا تھا۔ الحافظ البیہقی روایت کرتے ہیں کہ بدر کے موقع پر ابو عبیدہ بن الجراح کے سامنے اُن کا والد مسلسل اپنے بتوں کی تعریف کررہا تھااور ابو عبیدہ اُسے نظر انداز کررہے تھے۔ جب اُن کے والد نے بار بار اُن الفاظ کو دہرایا تو ابو عبیدہ اُس کی طرف لپکے اور اُسے قتل کردیا۔ اِس موقع پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **لَّا تَجِدُ قَوْماً يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ يُوَآدُّونَ مَنْ حَآدَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ** "اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہر گز نہ پائیں گے"(المجادلہ:22)

اے مسلمانو! سعد بن ابی و قاص رضہ اللہ عنہ کی مثال کو یاد کریں۔ جو فرماتے ہیں کہ یہ آیت اُن کے متعلق نازل ہوئی ہے: **وَإِن جَـهَدَاكَ عَلَى أَن تُشْرِكَ بِى مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلاَ تُطِعْهُمَا** "لیکن اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے ، تو ان کا کہنا نہ ماننا" (لقمان:15)۔ سعد فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کی بہت عزت کرتا تھالیکن جب میں مسلمان ہوگیا تو میری والدہ نے مجھے کہا کہ "اے سعد ! یہ نئی چیز کیا ہے؟ میں یا تو تمہیں اپنا یہ دین(یعنی اسلام) چھوڑتے ہوئے دیکھوں یا پھر میں نہ کچھ کھاؤں گی اور نہ کچھ پیوں گی یہاں تک کہ مجھے موت آلے اور لوگ یہ کہیں گے کہ تمہیں اپنی ماں کے ساتھ کئے جانے والے عمل پر شرم آنی چاہیے اور وہ یہ بھی کہیں گے کہ تم نے اپنی ماں کو قتل کردیا"۔

> **آیئے وہ انتھک محنت کریں یہاں تک کہ ہم اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو دوسری خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے اسلام کا دوبارہ نفاذ کریں گے، جن کی وجہ سے پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو گا اور صلیب ٹوٹ جائے گی۔**

اِس پر میں نے کہا کہ "اے والدہ محترمہ ایسانہ کریں کیونکہ میں کسی صورت اپنا یہ دین نہیں چھوڑوں گا"۔ وہ ایک دن اور ایک رات بغیر کھائے پیئے رہیں یہاں تک کہ بھوک پیاس سے نڈھال ہوگئیں، مگر اگلے دن اور اگلی رات پھر بھوکی پیاسی رہیں اور اُن کی حالت انتہائی بُری ہوگئی۔ جب میں نے ایسا دیکھا تو میں نے کہا کہ "اے والدہ محترمہ اللہ کی قسم! اگر آپ کے پاس ایک سو زندگیاں ہوں اور وہ ایک ایک کرکے ختم ہوتی جائیں، میں پھر بھی کسی صورت اپنے اِس دین کو نہیں چھوڑوں گا چنانچہ آپ کی مرضی ہے کھائیں یا نہ کھائیں۔اِس پر انہوں نے کھانا کھالیا"۔

اے مسلمانو!صہیب ابن سنان الرومی رضی اللہ عنہ کی مثال کو یاد کریں کہ جن کے متعلق اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْرِى نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ** "اور بعض لوگ وہ بھی ہیں کہ اللہ کی رضا مندی کی طلب میں اپنی جان تک بیچ ڈالتے ہیں" (البقرۃ:207)۔ ابنِ عباس، انس، سعد بن مسیب، ابو عثمان النھدی، عکرمہ اور کئی دوسرے علماء نے کہا ہے کہ یہ آیت صہیب بن سنان الرومی کے متعلق ہی نازل ہوئی ہے۔ جب صہیب مکہ میں مسلمان ہوگئے اور اُنہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو قریش کے لوگوں نے انہیں اپنی دولت کے ساتھ ہجرت کرنے سے روک دیا۔ یہ وہ دولت تھی جسے اُنہوں نے کئی سال کی محنت کے بعد جمع کیا تھا۔ قریش کے لوگوں نے کہا کہ اگر وہ اپنی دولت چھوڑدے تو وہ انہیں ہجرت کرنے دیں گے۔ صہیب نے اپنی دولت چھوڑدی اور ہجرت کو ترجیح دی،اِس پر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ عمر بن خطاب اور کئی دوسرے صحابہ صہیب کو مدینہ کے نزدیک الحرہ کے مقام پر ملے تو اُنہوں نے صہیب سے کہا کہ "آپ کی تجارت کامیاب رہی"اِس پر صہیب نے جواب دیا کہ "آپ کی بھی،اللہ کرے کہ آپ کی تجارت بھی ناکامی سے دوچار نہ ہو۔ لیکن معاملہ کیا ہے؟" عمرنے اُن سے کہا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اُن سے متعلق یہ آیت نازل کی ہے۔ یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ **رَبِحَ الْبَيْعُ أَبَا يَحْيَى** "اے ابو یحیٰ (صہیب)!تمہاری تجارت کامیاب رہی"۔

اے مسلمانو! اللہ اور اُس کے رسول کے کام کو ہمیشہ ترجیح دینے کا یہ فیصلہ کوئی سالانہ یا ماہانہ اور پھر ہفتہ وار بنیادوں پر نہیں ہوا کرتا بلکہ اسے تو روزانہ، ہر گھنٹے اور ہر لمحے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک حامل دعوت اُس عظیم اَجر سے آگاہ ہوتا ہے جو دعوت کے کاموں کے پھیلاؤ اور اُس کی حفاظت کے صلے میں ملتا ہے۔ وہ یہ سوچ کر کانپ اُٹھتا ہے کہ اگر غفلت برتی گئی اور دنیا کی خاطر وہ راہِ راست سے ہٹ گیا تو اُس کے اور اِس امت کے ساتھ کیا ہو گا؟ بے شک یہ حقیقت ہے کہ جب حاملینِ دعوت سست پڑ گئے اور اپنی حاصل کردہ خوشحالی کے اندر مگن ہو گئے، تو اُس وقت اسلام کے دشمن جیت گئے اور مسلمان شکست خوردہ ہو کر پیچھے ہٹ گئے، یہ اِس وجہ سے نہ تھا کہ اُن کے پاس اسلحہ کی کمی تھی بلکہ ایسا اُن کے ایمان کی کمی اور عقیدے کے اندر کمزوری کے باعث ہوا تھا۔ بخاری، امام احمد اور ابو داؤد نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ عمر نے فرمایا (اور یہ الفاظ ابو داؤد کے ہیں): **إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ وَأَخَذْتُمْ بِأَذْنَابِ الْبَقَرِ وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ** "اگر تم نے لیان (سود کی ایک قسم) میں کاروبار شروع کر دیا، گائیوں کی دموں کے پیچھے لگ گئے (یعنی کھیتی باڑی شروع کر دی)، زراعت پر قناعت کر کے بیٹھ گئے اور جہاد کو ترک کر دیا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ تم پر ذلت نازل کرے گا اور وہ اُس وقت تک تم سے نہیں ہٹے گی جب تک تم دوبارہ اپنے دین کی طرف نہ لوٹ آؤ"۔ پس اللہ کی طرف سے کامیابی، اُس کی رضا اور اُس کی جنت کے حق دار بننے کے لیے دن رات ایک کر دو۔ کم سے کم سطح ہی پر مطمئن نہ ہو کر بیٹھے رہو بلکہ انتھک محنت کرو تا کہ ہمارا شمار بھی اللہ کے غلاموں میں سبقت لے جانے والوں میں ہو۔ آیئے اپنے اعمال کو اِس قدر بلند کریں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہم پر مسکرائیں اور ہماری عرق ریزی کو تسکین بخشے اور ہماری آنکھوں کو فتح و نصرت کی ٹھنڈک سے نوازے۔ آیئے وہ انتھک محنت کریں یہاں تک کہ ہم اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو دوسری خلافت راشدہ کے قیام کے ذریعے اسلام کا دوبارہ نفاذ کریں گے، اور جو روم کو فتح اور یہودیوں کو مغلوب کریں گے، جن کی وجہ سے پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو گا اور صلیب ٹوٹ جائے گی اور روئے زمین پر کوئی علاقہ ایسا نہ ہو گا جہاں سے جزیہ لینا باقی ہو۔

بقیہ صفحہ 11 سے

ایک تو یہ کہ جب کسی عالم کو کوئی ہدیہ یا وظیفہ دیتے تو کوئی کام بھی ضرور لیتے تھے،، مثلاً کوئی کتاب تصنیف کرے یا پڑھائے تا کہ مفت خوری اور سستی کی عادت نہ پڑے ورنہ علم چھپانے کا گناہ الگ ہوتا اور ناحق مال لینے کا بھی۔

دوسرا یہ کہ وہ پہلے شخص تھے جس نے شرعی احکامات کو ایک کتاب میں درج کیا جو قانون کے لیے ایک مرجع کے طور پر استعمال ہو۔ چنانچہ حنفی مذہب کے مطابق فتاویٰ عالمگیری کو اپنے زیرِ نگرانی لکھوایا۔

وفات:

آپ کی وفات 28 ذی قعدہ 1118 ہجری مطابق 20 فروری 1707 کو ہوئی (جبکہ آپ نے 52 سال حکومت کی)۔ حد درجہ متقی شخص تھے یہاں تک کہ جب موت قریب آنے لگی تو آپ نے وصیت کی کہ مسلمانوں کے کسی نزدیک ترین قبرستان میں اسے دفن کیا جائے اور کفن کی قیمت صرف پانچ روپے ہونی چاہیئے۔ سلطان کی عمر 90 سال بنتی ہے اس عمر میں بھی آپ فوج کی کمان خود کرتے تھے اور تلاوت بھی کرتے تھے۔ یہ تھے ہمارے اکابر جنہوں نے راحت اور آرام کو چھوڑا اور اپنی زندگیاں بس صرف اللہ کے لیے وقف کر دیں تھیں۔

سلطان ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وفات کے ساتھ ہی ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی عظمت اور شوکت کا بھی اختتام ہوا۔ اس کے بعد کمزور قسم کے حکمران آئے اور اس کے ساتھ ہی برطانوی استعمار نے مضبوطی کے ساتھ ہندوستان پر قبضہ کرنا شروع کر دیا، بالآخر 1857 میں انگریزوں کے ہاتھوں سلطان بہادر شاہ ظفر کی قیادت میں ہونے والی بغاوت کو کچل دیا گیا اور مسلمانوں کی حکومت کی بحالی کی امیدیں ختم ہو گئیں۔ تب سے ہندوستان کے اس وسیع و عریض سرزمین میں اسلام نے کوئی انگڑائی نہیں لی۔

ان باتوں کی اشاعت کا یہ مقصد ہے کہ مسلمانوں کو یاد دلایا جائے کہ ان کی زمینیں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی ہیں جبکہ دنیا کے نقشے پر ہندوستان (بھارت) پاکستان اور بنگلہ دیش کے درمیان ایک خلا پیدا کرتا ہے جبکہ ماضی میں یہ سارا کا سارا برصغیر مسلم حاکمیت کا حامل ایک علاقہ تھا، جس میں ہندو ذمی ہو کر رہتے تھے۔ یہ یورپی کافر انگریزی استعمار ہی تھا جس نے اس کو تقسیم کیا جس سے مسلمانوں کو ہمیشہ سے شر ہی شر پہنچا ہے۔ ان اسلامی علاقوں کا اپنی اصل حالت کی طرف لوٹانا واجب ہے اور یہ کہ یہاں مسلمانوں کی حکومت ہو۔ انشاء اللہ یہ ہو کر رہے گا، اور اس کام کو سلطان کے بجائے خلیفہ راشد ہی سرانجام دے گا، جو تمام امور کو اپنے پہلی حالت کی طرف لوٹا دے گا۔

سلطان اورنگزیب عالمگیر-خلفاءراشدین کی سنت کا پیروکار

تحریر: کامل ثوابہ

یقیناً مسلمانوں کے ہاتھوں سے اندلس کے نکلنے پر دل خون کے آنسو روتا ہے، مگر اللہ کی قسم اُندلس تو مسلم ہندوستان کے ایک چھوٹے سے صوبے یا شہر کی طرح تھا، جہاں سلطان کا گورنر حکومت کرتا ہو۔ بے شک مسلمانوں نے اندلس میں مسجد قرطبہ کی عظیم یادگار چھوڑی ہے، لیکن لاہور کی بادشاہی مسجد یا دہلی کی جامع مسجد اپنی مثال آپ ہے جو تخلیق، جدت، انفرادیت اور مسلم ہندوستان کی تہذیب کی شان وشوکت اور حسن وجمال کی یاد دلاتی ہیں۔ اندلس میں مسلمانوں نے قصر الحمراء اور قصبہ جیسی محیر العقول یادگاریں چھوڑیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آگرہ کا قلعہ آج بھی اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے جس کی دلکشی ودلفریبی اور عمدگی ورعنائی کے سامنے زبان وقلم کی طاقت ماند پڑجاتی ہے۔ یقیناً اندلس نے ایسے زبردست لوگ پیدا کیے جنھوں نے اپنے علم سے دنیا کو بھر دیا لیکن ہندوستان کے علماء کے بارے میں اگر آپ کسی طالب علم سے پوچھیں اور وہ ان علماء کے نام گنناشروع کرے تو آپ اُن کے نام سنتے سنتے تھک جائیں۔ یہ صحیح ہے کہ اندلس سے بڑے بڑے حکمران خلفاء اور دوسرے عظیم لوگ نکلے، مگر اس حوالے سے ہندوستانی حکمرانوں میں سے محمود بن سبکتگین (محمود غزنوی) اور سلطان اورنگزیب عالمگیر کا اپنا ایک مقام ہے۔

ولادت اور پرورش:

سلطان اورنگزیب ہندوستان کے ضلع گجرات کے شہر دوحد میں 15 ذی قعدہ 1028 ہجری مطابق 24 اکتوبر 1616 کو پیدا ہوئے۔ آپ کی پرورش وتربیت ایک معزز، باوقار اور خوشحال گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد "سلطان شاہ جہان" ہندوستان کی مغلیہ ریاست کے عظیم حکمرانوں میں سے تھے۔ انھوں نے "تاج محل" کا مقبرہ تعمیر کروایا، جس کا شمار دنیا کے سات عجوبوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کی تعمیر 20 سالوں میں مکمل ہوئی اور اس میں 21 ہزار سے زائد آدمیوں نے کام کیا۔ اپنے آخری دنوں میں آپ کے والد نے اپنی ساری محنت اور جدوجہد اپنی اہلیہ

> آپ کی تربیت اس طرح ہوئی کہ آپ علم اور دین کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فقہ کو سیکھا چنانچہ آپ کی تربیت وپرورش خالص اسلامی خطوط پر ہوئی جس میں کسی اور چیز کی ادنیٰ سی آمیزش نہیں تھی۔

کے مقبرے کو بنانے میں صرف کردی اور اس کی یاد میں وہ برابر غم زدہ رہے جس کی وجہ سے سلطنت کمزور پڑگئی اور فتنوں اور بغاوتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا، جس کی وجہ سے اورنگزیب اپنے والد سے حکومت چھین لینے پر مجبور ہوئے۔

جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے، انھوں نے اپنے والد کے نام سے ہی حکومت کو چلایا اور اسلام کے عدل وانصاف اور حق کو قائم کیا۔

اورنگزیب کے اندر بچپن سے ہی بزرگی اور سعادت وخوش قسمتی کی علامات دکھائی دیتی تھیں۔ وہ بچپن ہی سے دیندار تھے اور عیش وعشرت اختیار کرنے سے دوردور رہتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک بہادر شہسوار بھی تھے۔ اس حوالے سے ایک قصہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ اپنے والد شاہجہان کے پاس کسی تقریب میں شریک تھے۔ اس تقریب میں کشتی لڑنے کا میدان بھی تھا اور اس کے ساتھ ساتھ جنگی ہاتھی بھی تھے۔ اس دوران ایک ہاتھی اورنگزیب کی طرف بھاگ آیا، ان دنوں اورنگزیب کی عمر 14 سال تھی۔ جس گھوڑے پر اورنگزیب سوار تھے، ہاتھی نے اس پر اپنے سونڈ کے ساتھ حملہ کیا۔ اورنگزیب زمین پر گرے، ہاتھی ان کی طرف بڑھا مگر اورنگزیب اپنے جگہ جمے رہے۔ ادھر لوگ حواس باختگی کے عالم میں اس منظر کو دیکھ رہے تھے۔ وہ اس چھوٹے امیر کی دلیری پر محوِ حیرت تھے۔ وہ اپنے ہتھیار کے ساتھ مسلسل ہاتھی سے لڑتے رہے یہاں تک کہ محافظوں نے پہنچ کر اس ہاتھی کو بھگادیا۔

آپ کی تربیت اس طرح ہوئی کہ آپ علم اور دین کے ساتھ محبت کرتے تھے۔ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فقہ کو سیکھا چنانچہ آپ کی تربیت وپرورش خالص اسلامی خطوط پر ہوئی جس میں کسی اور چیز کی ادنیٰ سی آمیزش نہیں تھی۔ آپ کے پر دادا "جلال الدین اکبر" نے آخری عمر میں لوگوں کو "دین جدید" کو اپنانے پر مجبور کیا جو ہندو دھرم اور اسلام کا مرکب تھا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ جلال الدین اکبر نے ہندوؤں اور غیر مسلموں سے جزیہ لینے

پر پابندی عائد کر دی اور وہ کام کیے جو اس سے پہلے کسی مسلم حکمران نے نہیں کیے تھے۔ کوئی شخص اس حکمران کے مقابلے میں کھڑا نہ ہو سکا۔ یہ حالت اسی طرح برقرار رہی لیکن اللہ کو اپنے نور کی تکمیل منظور تھی چنانچہ ایک نحیف ونزار آدمی شیخ احمد سرہندی نے اس کام کے لیے کمر کس لی۔ وہ امراء اور عسکری قائدین کو دعوت دینے لگے۔ ان کو اللہ کی یاد دلائی، ان کے دلوں میں دینی غیرت کو زندہ کر کے ان کو جھنجھوڑا۔ جب اکبر کی وفات ہوئی تو اس کے بعد جہانگیر نے سلطنت کے معاملات سنبھالے۔ پھر شیخ احمد سرہندی کے فرزند ارجمند شیخ محمد معصوم نے ایک بچے کی تربیت کی اور اس پر اپنی بھرپور توجہ دی چنانچہ اس بچے کی تربیت دین کی بنیاد پر ہوئی۔ اس نے قرآن کو تجوید کے ساتھ پڑھا، فقہ حنفی کو سیکھا اور اس میں برتری حاصل کی۔ خوشخطی میں مہارت حاصل کی ، اور گھوڑ سواری اور جنگ کی تربیت حاصل کی۔ یہ بچہ اورنگزیب عالمگیر تھا۔ آپ شعر و شاعری سے محبت کرتے تھے اور خود بھی شاعر تھے۔ خوشخطی سے محبت تھی اس لئے ایک باکمال خطاط کے طور پر ابھرے۔ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کو سیکھا۔ اس طرح اورنگزیب کے اندر بچپن ہی سے بڑے بادشاہوں کی صفات موجود تھیں۔

اورنگزیب بحیثیت امیر:

اورنگزیب کے دو بھائی تھے، ایک بھائی کا نام شجاع اور دوسرے کا مراد بخش تھا۔ شجاع نے بنگال کی، مراد بخش نے گجرات کی اور اورنگزیب نے ہندوستان کے وسط میں دکن کی امارت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ لہٰذا اورنگزیب نے ولایہ کے امور کے انتظام کا علم حاصل کیا، اس میں مہارت حاصل کی اور اس کی گہرائیوں کو جانا، چنانچہ وہ اِن چند گنے چنے مسلمان حکمرانوں میں سے ہیں جنھیں ولایہ کے انتظامی صلاحیتوں میں فوقیت اور برتری حاصل تھی۔ اس کے ساتھ انھوں نے اپنے والد کے عہد میں بذاتِ خود افواج کی قیادت کی، بغاوتوں کو کچلا، ملک کو بدامنی سے پاک کیا اور عدل کو پھیلایا۔ ان کے اندر سلاطین کا دبدبہ اور وقار تھا۔ انہی حالات میں آپ کی والدہ "ممتاز محل" کی وفات ہوئی اور یہ والد کیلئے شدید صدمہ تھا۔ سلطان شاہجہاں نے ایک ایسا مقبرہ تیار کروایا جو اس کی زوجہ کی یادگار ہو۔

> آپ ہر پیر، جمعرات اور جمعہ کو پابندی سے روزہ رکھتے۔ آپ فرض نمازیں اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ ادا کرتے بلکہ تراویح میں خود قرآن سناتے اور رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف کرتے۔

اس پر مال کثیر خرچ کیا اور لوگوں کو اس کے لیے سخت محنت پر مجبور کیا۔ یوں ولایہ کے امور سے غفلت برتی گئی چنانچہ فسادات اور بغاوتیں پھوٹ پڑیں جبکہ سلطان کا ان دنوں اگر کوئی کام تھا تو یہ کہ صرف اپنی اہلیہ کی قبر پر نظریں جمائے بیٹھا ہوتا تھا۔ اس نے اہلیہ کی قبر کے بالمقابل اپنے لئے بھی کالے رنگ کی ایک اور قبر بنانے کا حکم دیا۔ اورنگزیب کے بڑے بھائی نے اس وقت یہ کیا کہ اپنے والد کی حکومت پر جھپٹا، جس کا جھکاؤ دنیا کی طرف تھا اور جو ہندوستان کو اپنے پردادا "جلال الدین اکبر" کے زمانے والے حالات کی طرف لوٹانا چاہتا تھا، اس کے دوسرے بھائی نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ متقی اور پرہیزگار مسلمان اورنگزیب نے اس کی مخالفت کی اور وہ اس قابل ہوا کہ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لے اور بھائیوں کی طرف سے کھڑے کیے گئے انقلابات کی سرکوبی کرے۔ پھر اورنگزیب نے اعلان کیا کہ وہ ولایہ کا حکمران ہے۔ اس وقت آپ کی عمر 40 سال تھی۔ آپ نے عدل اور حق کے دور کا آغاز کیا۔ اب مسلمانوں کو موقع ملا کہ وہ حضرت ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی صفات و کردار کو اورنگ زیب عالمگیر کی شخصیت کی آئینہ میں دیکھ سکیں۔

اورنگزیب بحیثیت حکمران:

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اورنگزیب مسند اقتدار سنبھالتے ہی عبادات اور گوشہ نشینی اور آرام وراحت کی طرف مائل ہوگئے بالخصوص جبکہ وہ ایک دینی ذہن کے آدمی تھے۔ نہیں! ایسا نہیں تھا۔ ہمارے آباؤاجداد کے نزدیک دینداری کا تصور یہ نہیں تھا۔ دینداری تو یہ ہے کہ اللہ کا بول بالا ہو اور کفر کا بول دب جائے اور اس کے لیے جہاد کیا جائے۔ اورنگزیب نے بھی اسی بنیاد پر حکمرانی کی جس میں وہ عدل کرتے تھے اور انتہائی ہوشیاری سے ہر قدم اٹھاتے تھے۔

اورنگ زیب کبھی بھی آرام وراحت کی طرف نہیں جھکے۔ انھوں نے تو پوری زندگی سامان جنگ سے لیس ہو کر گزاری اور 52 سال تک جہاد میں مشغول رہے یہاں تک کہ برصغیر ہند، ہمالیہ کی پہاڑیوں سے لے کر سمندر تک اور بنگلہ دیش سے لے کر ایران کی حدود تک مکمل طور پر ان کے سامنے سرنگوں ہوئے۔ انھوں نے ہر طرح کنٹرول اپنے ہاتھ

میں لے لیا،سوائے یہ کہ ولایہ کانام اپنے والد کے نام پر رکھا۔

اورنگزیب کی فوجی کوششوں کی بدولت ہندوستان کی مغل اسلامی شہنشاہیت آپ کے عہد سلطنت (1658-1707م) میں بہت زیادہ پھیل گئی حتیٰ کہ ہندوستان کے تمام صوبے اس کے اقتدار کے نیچے آگئے،اس طرح اورنگ زیب برصغیر ہند کو مغلیہ اسلامی ولایہ میں تبدیل کرنے میں کامیاب ہوئے جس کے مشرق کو مغرب اور شمال کو جنوب کے ساتھ ایک ہی قیادت تلے جوڑا گیا تھا۔آپ کے عہد سلطنت میں مسلمانوں نے 30 سے زائد معرکے لڑے جن میں سے 11 میں خود سپہ سالار رہے ۔ اورنگ زیب نے 80 ٹیکسوں کو منسوخ کردیا اور غیر مسلموں پر دوبارہ جزیے کا اجراء کیا جسے آپ کے آباؤاجداد نے منسوخ کردیا تھا۔مساجد،حمام،خانقاہیں،مدارس اور ہسپتال قائم کیے ۔راستوں کی مرمت کی اورباغات بنائے ۔آپ کے زمانے میں دہلی دنیا کا جدید اور آباد شہر بن گیا۔آپ نے قاضیوں کو مقرر کیا،ہرولایہ (صوبہ) میں اپنانائب بھیجا اور یہ اعلان کروایا کہ سلطان کی طرف کسی کا کوئی حق ہو تو وہ اس نائب کو اطلاع دے تاکہ وہ سلطان کو پہنچائے۔

اورنگ زیب نے اسلام اوراس کے احکامات پر بے باکی سے عمل کرنے کا مظاہر کیا،چنانچہ مشرکانہ تہواروں کی تقریبات جیسے نوروز وغیرہ کا بہ یک جنبشِ قلم خاتمہ کیا۔اپنے سامنے زمین بوسی اور جھکنے کو بند کیا۔دربار میں حاضری کے وقت سلطان کی خدمت میں طویل وعریض قصیدے پڑھے جاتے تھے جس پر پابندی لگادی صرف سلام کو کافی سمجھا جانے لگا۔اسی طرح ملک کے اندر شراب کی درآمد پر پابندی لگائی،موسیقاروں اور گویوں کو اپنے شاہی محل سے باہر کردیا۔ایک دفعہ جب وہ اپنے محل کے باہر تھے،موسیقاروں اور گانے والیوں کو دیکھا کہ انہوں نے سیاہ لباس پہنا ہوا ہے اور روتے ہوئے ایک نعش کو اٹھاکر لے جارہے ہیں،اورنگ زیب نے پوچھا یہ کیا ہے؟توان لوگوں نے بتایا کہ یہ موسیقی اورڈھول باجے ہیں جنھیں ہم دفن کرنے جارہے ہیں،آپ نے جواباً کہا کہ: اچھا اس کو اچھی طرح دفن کرو،ایسا نہ ہو کہ یہ پھر اٹھ کھڑے ہوجائیں۔

آپ نے حنفی مذہب پر فتویٰ دینے کے لیے قاضیوں کے لئے ایک کتاب تیار کرنے کا سوچا،چنانچہ اپنی نگرانی میں اس کو تیار کروایا،یہ کتاب "الفتاویٰ الہندیہ" یا "الفتاویٰ العالمگیریہ" کے نام سے مشہور ہوئی۔

اورنگ زیب عالمگیرؒ کی وفات کے ساتھ ہی ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی عظمت اور شوکت کا بھی اختتام ہوا۔

کتنے زبردست انسان تھے ۔انھوں نے موجودہ پاکستان میں بادشاہی مسجد لاہور تعمیر کروائی جو آج تک مسلمانوں کے دبدبہ وشوکت کی ایک نشانی اور عظیم یادگار ہے۔آپ نے سمندر میں پرتگالیوں کا قلع قمع کیا۔آپ کی عادت تھی کہ رمضان میں جُو کی چندروٹیوں سے ہی افطار کیا کرتے تھے اور یہ بھی اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کو فروخت کرکے اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے،مسلمانوں کے بیت المال سے نہ کھاتے۔

آپ بیت اللہ کا حج نہ کرسکتے تھے ،تو اس کے بدلے اس نے قرآن پاک کے دو نسخے خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر ایک مکہ مکرمہ اور ایک مدینہ منورہ بھجوادیا۔بڑے عابد انسان تھے ۔مشائخ کے سامنے انکساری سے پیش آتے،ان کے قریب رہتے اور ان کے مشوروں کو سنتے اور ان کی قدر کرتے تھا۔آپ نے اپنے کمانڈروں کو حکم دیا تھا کہ مشائخ کے مشوروں کو خوب تواضع وانکساری کے ساتھ سنیں۔اپنے ایک نائب کے بارے میں سنا جو بنگال میں تھا کہ اپنے لئے اس نے ایک تخت بنایا ہے جس پر وہ بیٹھتا ہے۔اس کی سخت سرزنش کی اور اسے حکم دیا کہ وہ عام انداز میں لوگوں کے درمیان بیٹھا کرے ۔آپ کے اس کردار سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔

آپ ہر پیر، جمعرات اورجمعہ کوپابندی سے روزہ رکھتے ۔آپ فرض نمازیں اپنے وقت پر صرف اور صرف مسلمانوں کے ساتھ جماعت کے ساتھ اداکرتے بلکہ تراویح میں خود قرآن سناتے اور رمضان کے آخری دس دنوں میں مسجد میں اعتکاف کرتے ۔اس طرح وہ اپنے زمانے کے بادشاہوں میں سب سے بڑے بادشاہ تھے۔

آپ نے ایسے ملازمین مقرر کئے جو رعایا کے حالات قلمبند کرکے آپ کے سامنے پیش کرتے تھے ۔اپنے اسلاف کے برعکس آپ نے تحائف کی رسم کو بھی بند کردیا۔آپ دن میں تین مرتبہ لوگوں کی شکایتیں اور مسائل براہ راست سننے کے لیے بیٹھتے،اور کوئی دربان یا چوکیدار کھڑا نہیں کرتے تھے۔آپ نے دوایسے کام کیے جس کی توفیق آپ سے پہلے کسی مسلمان بادشاہ کو نہیں ملی۔

بقیہ صفحہ 8 پر

ہدایت کی روشنی پہنچانے کے لیے نصرۃ کی فرضیت

تحریر: بلال المہاجر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: **جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ** "اور اللہ کی راہ میں ویسے ہی جہاد کرو جیسے جہاد کا حق ہے۔ اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، دین اپنے باپ ابراہیمؑ کا قائم رکھو، اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ۔ پس تمہیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا مولیٰ اور مالک ہے۔ پس کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی مددگار ہے" (الحج:78)۔ طبری نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ:

"اس آیت کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جہاد سے مراد 'الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ' ہے کیونکہ جہاد کے متعلق یہی معروف ہے۔ یہ مفہوم غالب ہے اس پر جو یہ کہے: 'جَاهَدْتُ فِي اللَّهِ (میں نے اللہ کے لیے کوشش کی)'۔ اور جہاد کے حق سے مراد پوری توانائی سے کوشش کرنا ہے حتیٰ کہ کوئی کسر باقی نہ رہے۔ اللہ کے اس بیان میں **(هُوَ اجْتَبَاكُمْ)** 'اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے' اللہ سبحانہ و تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ اس نے تمہیں اپنے دین کے لیے چنا، اس نے تمہیں چنا تاکہ دشمنوں کے خلاف جہاد کرو، اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ اللہ کے اس بیان میں **(لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ)** 'تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ'، لہٰذا اللہ سبحانہ و تعالیٰ یاد دہانی کے طور پر کہہ رہے ہیں کہ اس نے تمہیں چنا، اے ایمان والو، اللہ اور اس کی آیات نے محمد ﷺ کی امت اور تمہیں 'مسلمان' کا نام دیا ہے تاکہ محمد ﷺ روز قیامت تم پر گواہ بنیں کہ انہوں نے تمہیں وہ پیغام پہنچا دیا تھا جس کے لیے انہیں تم پر بھیجا گیا تھا اور اس طرح تم بھی گواہ بنو گے انبیاءؑ پر اس سلسلے میں کہ انہوں نے وہ پیغام اپنی قوموں کو پہنچا دیا جسے دے کر انہیں بھیجا گیا تھا۔"

> وحی کے پیغام کو اختیار کرنے اور اس پر ایمان لانے کے بعد ہم پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس پیغام کے داعی بن کر اس کو دعوت وجہاد کے ذریعے پوری انسانیت تک پہنچائیں۔

اس آیت سے یہ واضح ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیغام کے ساتھ رسول کو بھیجا اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے وحی کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کو فرض قرار دیا ۔ جہاں تک اسلامی امت کا تعلق ہے، تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک عظیم پیغام (اسلام) پوری انسانیت کے لیے بھیجا اور یہ پیغام کسی ایک قوم یا نسل تک محدود نہیں رکھا کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ** "ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے" (سبا:28)۔ ہمارے پیارے پیغمبر محمد ﷺ نے اس پیغام کو ویسے ہی پہنچایا جیسا کہ انہیں حکم دیا گیا تھا اور اس پیغام کو پوری انسانیت تک پہنچانے، اس کے نفاذ اور اس کا داعی بننے کے لیے وہ اسلامی امت کے لیے نمونہ ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس بات کا ذکر اپنے کلام میں اس طرح کیا کہ، **الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا** "آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام بھرپور کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضامند ہو گیا" (المائدہ:3)۔

اس آیت سے یہ واضح ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انبیاء پر صرف پیغام کو پہنچا دینے کی ہی ذمہ داری کو فرض قرار نہیں دیا بلکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دعوت اور جہاد کے ذریعے اس پیغام کو پوری انسانیت تک پہنچانے کو امت مسلمہ پر فرض قرار دیا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، **وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ** "اور تم ان سے اس حد تک لڑو کہ ان میں فساد عقیدہ باقی نہ رہے اور دین اللہ کا ہی ہو جائے" (الانفال:39)۔ تو وحی کے پیغام کو اختیار کرنے اور اس پر ایمان لانے کے بعد ہم پر یہ فرض ہو جاتا ہے کہ اس پیغام کے داعی بن کر اس کو دعوت وجہاد کے ذریعے پوری انسانیت تک پہنچائیں۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ (رض) اس بات کو سمجھتے تھے اور اس کو یقینی بنانے کے لیے کام کیا۔ لہٰذا جب وہ

اسلام کے پیغام پر ایمان لائے تو پھر پوری زندگی اس کے لیے کام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے پوری توجہ سے کام کرتے ہوئے مدینہ میں پہلی اسلامی ریاست قائم کی جہاں ان پر اسلام کے احکامات نافذ کیے گئے، وہاں انہوں نے اپنی صف بندی کی اور ایک فوج بنائی بلکہ فوجیں بنائیں تاکہ اس پیغام کو پوری انسانیت تک پہنچانے کے لیے نئی ممالک اور علاقوں کو کھولا جائے، اور اس کے لیے کفر اور ظلم کی طاقتوں سے ٹکرائے چاہے ان کا تعلق متکبر عرب قبائل سے تھا یا فارس کے مشرک جو آگ کی پوجا کرتے تھے یا صلیب کی عبادت کرنے والے رومی۔ یہ تھی صحابہ کرام (رض) کی زندگی اور وہ جوان کے بعد آئے، اسلام کے عظیم پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لیے جدوجہد اور مشکلات سے بھرپور زندگی، اور اس پیغام پر اور اس پیغام کے لیے زندگی گزار دی، لہٰذا ان کی زندگی اسلام کے لیے وقف تھی۔

اُس وقت کے اہل قوت پر بھی یہ معاملہ بالکل واضح تھا، یعنی قبائل، جن سے رسول اللہ ﷺ نے نصرۃ طلب کی۔ ان پر یہ واضح تھا کہ انہیں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنی ہے، ان کو قوی بنانے کے لیے ایک ریاست قائم کرنی ہے جہاں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے قوانین نافذ ہوں گے، اور اس ذمہ داری سے وہ پوری طرح آگاہ تھے۔ یہ بات واضح تھی کہ نصرۃ کا مقصد ریاست کا قیام ہے، وہ ریاست جہاں اسلام کی حکمرانی ہو گی اور وہ اللہ کی راہ میں جہاد کر کے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے پیغام کو پھیلائے گی۔ کچھ ایسا ہی معاملہ بنی عامر بن صعصعہ کے ساتھ بھی ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے نصرۃ طلب کی اور انہوں نے جواب دیا، **أرأيتَ إنْ نَحْنُ بَايَعْنَاكَ عَلَى أَمْرِكَ، ثُمَّ أَظْهَرَكَ اللهُ عَلَى مَنْ خَالَفَكَ، أَيَكُونُ لَنَا الْأَمْرُ مِنْ بَعْدِكَ؟** "آپ کیا کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کو 'امر' (حکومت) پر آپ کی بیعت کر لیں اور پھر اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے مخالفوں پر فتح عطا فرما دے تو کیا آپ کے بعد یہ 'امر' (یعنی حکومت) ہمیں ملے گی؟"۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا، **الْأَمْرُ إِلَى اللَّهِ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ؛ فَأَبَوْا عَلَيْهِ** "'امر' (حکمرانی) اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جسے چاہے اسے سونپ دے"۔ اس پر ایک آدمی نے کہا، **أفَتُهدَف نحورُنا لِلْعَرَبِ دُونَكَ، فَإِذَا أَظْهَرَكَ اللَّهُ كَانَ الْأَمْرُ لِغَيْرِنَا!** "کیا ہم آپ کے لیے عربوں کے تیروں سے اپنے سینے چھلنی کرائیں اور پھر جب آپ کامیاب ہو جائیں تو حکمرانی ہمارے علاوہ کسی اور کو ملے؟ نہیں ہمیں آپ کے 'امر' کی کوئی ضرورت نہیں"۔ اور اس طرح انہوں نے رسول اللہ کی درخواست رد کر دی۔

> **کیسے امت مسلمہ سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ غریب امت مسلمہ بین الاقوامی صورتحال کو چیلنج کرتے ہوئے دنیا میں جاری اللہ سے بغاوت پر مبنی پیغام کو اسلام کے پیغام سے بدلنے کے لیے کام کرے؟!**

وہ جانتے تھے کہ نصرۃ کا مقصد ریاست کا قیام ہے جو لڑے گی اور وہ اس پر رسول اللہ ﷺ کے بعد حکمرانی کرنا چاہتے تھے۔ اسی طرح بنی شیبان سے جب نصرۃ مانگی گئی تو انہوں نے کہا، وإنما نزلنا بين ضرتين "ہم دو پانیوں کے درمیان رہتے ہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: **ما هاتان الضرتان** "وہ کونسی دو پانی کی جگہیں ہیں؟"۔ انہوں نے جواب دیا: وہ کسرا (ایرانی بادشاہ) کے دریا اور عرب کے پانی ہیں۔ کسرا سے کیے ہوئے معاہدوں کی خلاف ورزی نا قابل معافی گناہ ہے۔ ہم نے کسرا سے وعدہ کر رکھا ہے کہ نہ خود بدلیں گے اور نہ کسی بدلنے والے کی حمایت کریں گے۔ اے قریش کے بھائی، ہم دیکھتے کہ جس بات کی آپ ہمیں دعوت دے رہے ہیں اس سے بادشاہ نفرت کرتے ہیں۔ اگر آپ پناہ اور حمایت چاہتے ہیں جس کا تعلق عرب کے پانیوں سے ہو تو ہم ایسا کرنے کے لیے تیار ہیں"۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا، **ما أسأتم في الرد إذ أفصحتم بالصدق، وإن دين الله لن ينصره إلا من أحاطه من جميع جوانبه** "تم غلط نہیں تھے جب تم نے دوستانہ جواب دیا۔ اللہ کے دین کی حمایت صرف وہ کریں گے جو اس کی تمام اطراف میں (بغیر کسی شرط کے) مدد و معاونت کی بیعت دیں گے"۔ لہٰذا وہ بھی درست سمجھے تھے کہ نصرۃ کا مطلب حکمرانی اور عرب اور غیر عرب کے خلاف جہاد ہے۔ تو انہوں نے عربوں سے لڑنے پر اتفاق کیا لیکن فارس سے لڑنے سے اتفاق نہیں کیا۔

اسلامی ریاست کے گرنے کے بعد، وہ ریاست جس نے اسلام کو نافذ کیا اور اس کے پیغام کو پوری دنیا تک پہنچایا، امت مختلف مسائل میں پھنس گئی اور اب بھی پھنسی ہوئی ہے، وہ مسائل جو کفر استعماری طاقتوں نے اس پر مسلط کیے ہوئے ہیں۔ استعماریوں نے اس کی وحدانیت کو ختم اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوٹی بڑی قومی ریاستوں میں تقسیم کر دیا اور اس کے بعد بھی ان پر تسلسل سے مغربی صلیبیت کے تحت حملے جاری رکھے جو پہلی صلیبی مہم کے بعد سے کبھی ختم ہی نہ ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ کئی اندرونی مسائل بھی ہیں جس میں استعماری کفار کی جانب سے مسلط کردہ جابر

حکمرانوں سے لے کر بے انتہاء غربت بھی ہے جو ان کی دولت کو لوٹ لوٹ کر پیدا کی گئی۔۔۔۔۔۔اس کے علاوہ بھی کئی مسائل ہیں جن میں پھنس کر امت اسلام کا پیغام پوری انسانیت تک لے جانے سے قاصر رہی۔ تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے اور کیسے امت مسلمہ سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ قید، دباؤ کا شکار، غریب امت مسلمہ بین الاقوامی برادری اور بین الاقوامی صورتحال کو چیلنج کرتے ہوئے اسلام کے آفاقی پیغام کو پوری دنیا تک پہنچائے اور دنیا میں جاری اللہ سے بغاوت پر مبنی پیغام کو اسلام کے پیغام سے بدلنے کے لیے کام کرے؟!

ان تمام مسائل کی جڑ، جن میں امت مسلمہ الجھی ہوئی ہے، اسلامی نظریاتی ریاست کی عدم موجودگی ہے جو اسلام کی بنیاد پر حکمرانی کرتی ہے اور اسلام کے پیغام کو انسانیت تک پہنچانے کی ذمہ داری کو ایک انتہائی اہم مسئلہ کے طور پر دیکھتی ہے یہاں تک کہ اسے زندگی و موت کا مسئلہ سمجھتی ہے۔ وہ ریاست اسلام کی دعوت کو انسانیت تک پہنچانے کو اپنی خارجہ پالیسی کا اہم ترین موضوع سمجھتی ہے اور اندرونی محاذ پر اسلام کے مکمل نفاذ کو اولیت دیتی ہے۔ اور اس طرح ہم پوری انسانیت پر گواہ بنتے ہیں کہ ہم نے اسلام کے پیغام کو ان تک پہنچایا۔ لہٰذا ہم پر یہ فرض ہے کہ ہم وہ ریاست قائم کریں جو افواج تیار کرے ان علاقوں کو کھولنے کے لیے جہاں غیر اللہ کی اطاعت کی بنیاد پر حکمرانی ہو رہی ہیں تاکہ انہیں اسلام کی حکمرانی کے سائے میں لایا جائے۔ اور اسلام کی دعوت کو پہنچانے کا کام ریاست کی اداروں کی جانب سے ہوتا ہے جو اسلام کو نافذ کرتے ہیں، جو نئے علاقے فتح ہوئے ہیں وہاں پر عملاً اسلام نافذ کرتے ہیں تاکہ وہ اسلام کو براہ راست دیکھ کر بڑی تعداد میں اسلام میں داخل ہوں۔ یہ ہے وہ اسلامی طریقہ جسے رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا تھا اور یہ طریقہ اس وقت تک چلتا رہا جب پچھلی صدی کے شروع میں مسلمانوں کی ریاست ختم ہوگئی۔

عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ؛ فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى** "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لڑوں ان لوگوں سے جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے

> **اس مسئلہ کی وضاحت دین اسلام کے لیے نصرۃ کی اہمیت واضح کرتی ہے جس کے ذریعے نبوت کے طریقے پر اسلامی ریاست قائم کی جاتی ہے**

رسول ہیں، اور اس وقت تک جب تک کہ وہ نماز قائم نہ کریں اور زکوٰۃ ادا نہ کریں۔ اور اگر وہ ایسا کریں تو پھر انہیں مجھ سے اپنی جان ومال کے لیے تحفظ مل جائے گا اس وقت تک جب تک کہ وہ کوئی ایسا عمل نہ کریں جو اسلام کے تحت قابل سزا ہے اور ان کا حساب اللہ کے ساتھ ہے "(بخاری و مسلم)۔ اس حدیث میں حکم دینے والے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہیں اور جنہیں حکم دیا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ ہیں، اور فقہ میں یہ بات عام ہے کہ رسول کو دیا جانے والا حکم امت کے لیے بھی ہے سوائے اس کے کہ نص میں وہ حکم خاص رسول کے لیے دیا گیا ہو۔

اب تک کی گئی تمام بحث سے یہ بات واضح ہے کہ اسلام کو پیغام کو پوری انسانیت تک پہنچانا فرض ہے۔ نصوص سے یہ بات بھی واضح ہے کہ یہ مسئلہ مسلمانوں کے لیے انتہائی اہم ہے کیونکہ یہ زندگی و موت کا مسئلہ ہے، امت کی بقاء کا مسئلہ ہے یعنی دین ہے یا پھر نہیں ہے۔ اس مسئلہ کی وضاحت دین اسلام کے لیے نصرۃ کی اہمیت واضح کرتی ہے جس کے ذریعے نبوت کے طریقے پر اسلامی ریاست قائم کی جاتی ہے، یعنی یہ وہ فرض ہے جس کی ادائیگی پر تمام فرائض کی ادائیگی کا انحصار ہے۔ اس کے بغیر مسلمانوں کے زندگیوں میں اسلام نافذ نہیں ہوتا۔ اس کے بغیر پیغامِ وحی پوری انسانیت تک نہیں پہنچایا جاسکتا۔ لہٰذا جو ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے اس سے کوتاہی برتی گئی ہے۔ یہ مسلم علاقوں میں موجود اہل طاقت و قوت پر فرض ہے کہ وہ اپنی نصرۃ ان لوگوں کو دیں جو نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے منصوبے پر کام کررہے ہیں۔ اس طرح اسلام کو نصرۃ فراہم کرنے اور اس کے پیغام کو پوری انسانیت تک پہنچانے کی ان پر عائد ذمہ داری کی وہ ادائیگی کرسکیں گے۔ اگر وہ اس عمل میں تاخیر یا اس سے انکار کریں گے تو اللہ ان کی سخت پکڑ فرمائیں گے اور ہم ایسی پکڑ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ

"یہ اللہ ہی ہے جس نے اپنی رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے تمام ادیان پر غالب فرمادے اگرچہ مشرکین برا منائیں"(التوبۃ:33)۔

عوامی اثاثوں کے متعلق حنفی فقہا کی رائے

تحریر: عثمان بدر

عوامی اثاثوں اور اس سے بالکل متضاد نجی اثاثوں کے متعلق تصور آج بہت مشہور و معروف ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ عوامی اثاثے سوشل ازم میں اور نجی اثاثے لبرل اور سرمایہ دارانہ نظام میں مرکزی اہمیت کے حامل ہیں۔ لیکن یہ تصورات نئے نہیں ہیں کہ کچھ اشیاء فرد کی ملکیت ہوتی ہیں اور انہیں اسے استعمال کرنے کا مکمل اختیار ہوتا ہے اور یہ کہ کچھ اشیاء معاشرے کے تمام افراد کی ملکیت ہوتے ہیں اور وہ تمام اُسے استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ موجودہ جدید دور کے دانشوار پہلے افراد نہیں ہیں جنہوں نے ان تصورات کو پیش کیا ہو بلکہ انہوں نے کچھ مخصوص نظریہ حیات (آئیڈیولوجی) کے تحت انہیں قبول کیا۔ مثال کے طور پر John Locke نے اپنے لبرل سیاسی افکار میں نجی اثاثوں کو مرکزی حیثیت دی ہے جبکہ کارل مارکس نے پیداواری ذرائع کی نجی ملکیت کی ممانعت کو سرمایہ داریت کے استحصال کے خاتمے کے لیے مرکزی اہمیت دی۔

عوامی اور نجی اثاثوں کے حوالے سے اسلام کے اپنے نظریات ہیں جو دورِ جدید کے نظریاتی ڈھانچے سے بالکل جدا ہے۔ نجی اثاثے نہ تو وہ بنیاد ہیں جن پر فرد کے حقوق کا تعین ہوتا ہے اور انسان مہذب معاشرے کی جانب منتقل ہوتا ہے اور نہ ہی نجی اثاثوں میں کوئی موروثی شیطانیت ہے جس کو ہٹایا جانا ضروری ہے۔ بلکہ اسلام کے نقطہ نظر میں تمام اشیاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تخلیق کی ہوئی ہیں اور وہی ان کا مالک ہے اور پھر وہاں سے یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اجازت سے انسان کی ملکیت میں آتی ہیں، اور انہیں اس بات کا حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کے اندر انہیں استعمال کریں۔

اس اصولی دائرے میں اسلام نجی ملکیت کو قبول کرتا ہے کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی جانب سے فرد کے لیے اجازت ہے کہ وہ اس میں مکمل تصرف کا حق رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسلام عوامی ملکیت کو بھی قبول کرتا ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے معاشرے کے لیے اجازت ہے وہ اس کا استعمال کر سکتے ہیں لیکن کسی ایک فرد کو اس پر مکمل تصرف کا حق نہیں ہوتا۔ ان دونوں باتوں کو پرانے علماء نے واضح کیا ہے۔ اس مضمون میں ہم خاص طور پر اس بات کو واضح کریں گے کہ حنفی فقہانے عوامی اثاثوں پر کیا بحث اور ان کی کیا وضاحت کی ہے۔

چھٹی صدی ہجری کے مشہور و معروف حنفی عالم برہان الدین ابو الحسن علی ابن ابی بکر المرغيناني (انتقال 593 ہجری) نے "الهداية" میں کہا،

"لا يجوز للإمام أن يقطع ما لا غنى بالمسلمين عنه كالملح والآبار التي يستقي الناس منها"

"حکمران کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اُس شے کو کسی ایک شخص کے حوالے کر دے جس کی ضرورت تمام مسلمانوں کو ہو جیسا کہ نمک کی کانیں اور بڑے کنویں جہاں سے لوگ اپنی زمینوں کو سیراب کرتے ہیں"۔

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے نویں صدی ہجری کے عظیم حنفی عالم اور محدث بدرالدین العینی (انتقال 855 ہجری) نے "البناية شرح الهداية" میں کئی نقات کو بیان کیا۔ سب سے پہلے تو انہوں نے " جس کی مسلمانوں کو بحثیت مجموعی ضرورت ہوتی ہے " کی تشریح کی کہ ہر وہ شے جس کی معاشرے کو ضرورت ہے۔ دوسرا انہوں نے یہ بیان کیا کہ حکمران کسی کو کچھ دیتا ہے جیسا کہ زمین کا ٹکڑا، تو ایسا اُس صورت میں ہوتا ہے جب وہ کسی کو اس طرح دے کہ وہ اس کی نجی ملکیت بن جائے۔ تیسرا انہوں نے یہ بیان کیا کہ فقہا اس بات پر متفق ہیں اور اس پر کوئی اختلاف رائے نہیں ہے، چوتھا یہ کہ انہوں نے اس بات کے ثبوت کے طور پر ترمذی اور ابوداود کی یہ حدیث پیش کی:

عن أبيض بن حمال: «أنه وفد إلى النبي ρ فاستقطعه الملح الذي بمأرب، فقطعه فلما أن ولى قال رجل من المجلس: أتدري ما قطعت له؟ إنما قطعت له الماء العد. قال: فانتزع منه»

"ابیض بن حمال رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ وہ انہیں 'مارب' میں موجود نمک کی کانیں عنایت فرمادیں۔ تو آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ چلے گئے تو مجلس میں موجود ایک آدمی نے کہا: 'کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے انہیں کیا دیا ہے؟ آپ نے انہیں نا ختم ہونے والا ذخیرہ دیا ہے'۔ تو آپ ﷺ نے ان سے وہ واپس لے لیا"۔

العینی نے ماہر لغت الاصمعی کے حوالے سے کہا کہ 'کبھی نہ ختم ہونے والا ذخیرہ' سے مراد وہ شے ہے جو اپنا مادہ پیدا کرتا رہتا ہے جیسا کہ چشمے یا کنویں سے نکلنے والا پانی۔ آخر میں ان باتوں کی بنیاد پر العینی نے کہا ، "ہمارے علماء نے کہا ہے کہ چرواہے اور حکمران پانی، چراگاہوں، پہاڑوں، کانوں، معدنی ذخائر اور نمک کے ذخائر تک رسائی کے لئے جو لیتے ہیں وہ 'السحت' ہے"۔ السحت وہ حرام مال ہوتا ہے جو غیر شرعی طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔ ایسی شے کے لیے پیسے لینا جس تک

لوگوں کی رسائی ہونی چاہیے ، اِس طرح کا مال ہے کیونکہ جو ایسا کررہے ہیں تو وہ یہ ثابت کررہے ہیں کہ وہ ان کی ذاتی ملکیت ہے یا ان کو اس پر تصرف کا دوسروں سے زیادہ حق ہے جبکہ انہیں اس کا حق نہیں ہے۔ ترمذی پر تبصرۃ کرتے ہوئے اس حدیث کے متعلق علامہ انور شاہ کشمیری (انتقال 1353 ہجری) نے کہا کہ حکمرانوں کی جانب سے کانوں کو کسی فرد کی ملکیت میں دینا حنفی فقہ میں جائز نہیں۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے ذخائر اور کانوں کی نجی ملکیت جائز نہیں جو ختم نہ ہونے والی ہوں۔ ان ذخائر سے حاصل ہونے والا فائدہ تمام افراد کے لیے ہے، یعنی کہ یہ عوامی اثاثہ ہیں۔ ہر ایک کو اس سے منفعت حاصل کرنے کا حق ہے۔ ابن ماجہ میں اس حدیث کا بیان اس بات کی مزید وضاحت کر دیتا ہے:

ابیض بن حمال سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے 'مارب' کے نمک کے ذخائر کی درخواست کی، اور انہیں وہ دے دی گئی۔ پھر الأقرع بن حابس التميميّ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ، میں زمانہ جاہلیت میں نمک کے ذخائر کی جانب آیا کرتا تھا اور وہ ایسی جگہ ہے جہاں پانی نہیں ہے، اور جو وہاں آتا تھا لے جاتا تھا۔ وہ بہت زیادہ ہے جیسا کہ بہتا پانی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابیض بن حمال سے کہا کہ انہیں جو نمک کا ذخیرہ دیا گیا تھا اسے واپس کر دیں۔ آپ ﷺ نے کہا: **هُوَ مِنْكَ صَدَقَةٌ وَهُوَ مِثْلُ الْمَاءِ الْعِدِّ مَنْ وَرَدَهُ أَخَذَهُ** "یہ تمہاری جانب سے صدقہ ہے، یہ بہتے پانی کی طرح ہے، جو وہاں آتا ہے وہ اس سے لے سکتا ہے"۔

باالفاظ دیگر قدرتی طور پر موجود بڑے ذخائر لوگوں کے لیے مشترکہ اثاثہ ہے اور جو اس پر آئے اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ کوئی اس کا مالک نہیں بن سکتا اور دوسروں کو ان کا فائدہ حاصل کرنے سے روک نہیں سکتا۔

امام التمرتاشي (انتقال 1004 ہجری) المرغنن میں اوپر بیان کی گئی بات کو تنویر الابصار میں بیان کیا ہے۔ اس پر گیارہویں صدی ہجری کے مشہور حنفی عالم علاؤ الدين الحصكفي (انتقال 1088) نے "الدرالمختار" میں کہا:

" حکمران اس شے کو افراد کو نہیں دے سکتا جو مسلمانوں کی اجتماعی ضرورت ہو جیسا کہ معدنی ذخائر: نمک کی کانیں، سرمہ، کوئلہ اور تیل۔ اسی طرح وہ کنویں جن کو کھود کر یا کام کر کے بنایا نہ گیا ہو۔ اگر حکمران ان چیزوں کو کسی کی ملکیت میں دیتا ہے تو وہ کلعدم ہوگی اور جس کو دی گئی اور دوسرے اس بات کا برابر حق رکھتے ہیں کہ اس شے سے فائدہ اٹھائیں۔ اگر مالک بننے والا دوسروں کو اس کے استعمال سے روکتا ہے تو وہ ایسا کر کے شریعت کی خلاف ورزی کا مرتکب ہو گا"۔

عوامی اثاثوں کے موضوع پر اس سے بھی زیادہ اہم اور واضح مواد رسول اللہ ﷺ کے بیان میں ملتی ہے،

«الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار»

"مسلمان تین چیزوں میں برابر کی شریک ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ"۔

کئی حنفی فقہا نے اس حدیث پر بحث کی ہے اور اس کو ثبوت کے طور پر استعمال کرتے ہوئے کئی اشیاء کو تمام لوگوں کی منفعت کے لیے عوامی اثاثہ قرار دیا۔ شمس الائماء السرخسی (انتقال 483 ہجری) نے اپنی "المبسوط" میں کہا:

ولو استأجر بئرا شهرين ليسقي منها أرضه وغنمه لم يجز، وكذلك النهر والعين؛ لأن المقصود هو الماء وهو عين لا يجوز أن يتملك بعقد الإجارة، ولأن الماء أصل الإباحة ما لم يحرزه الإنسان بإنائه وهو مشترك بين الناس كافة قال ρ: **«الناس شركاء في الثلاث في الماء والكلأ والنار»** فالمستأجر فيه والآخر سواء؛ فلهذا لا يستوجب عليه أجر بسببه.

"اگر کوئی کسی کنویں کو دو مہینوں کے لیے زمین کو سیراب اور بھیڑوں کو پانی پلانے کے لیے کرائے پر دیتا ہے تو اس کی اجازت نہیں۔ اسی طرح سے دریا اور چشمے بھی۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ ان تمام معاملات میں پانی ہے جو ایک ایسی شے ہے جس کا کوئی کرائے کے معاہدے کے ذریعے مالک نہیں بن سکتا۔ اس کے علاوہ پانی کے متعلق حکم کا اصل یہ ہے کہ تمام لوگ اس کو استعمال کرسکتے ہیں جب تک کوئی اسے کسی برتن میں ڈال کر لے نہ جائے (کہ اب وہ اس کا مالک ہے جو وہ لے جائے)۔ یہ تمام لوگوں کا مشترکہ اثاثہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین چیزوں میں لوگ برابر کی شریک ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ"۔

کتاب میں ایک جگہ وہ اس حدیث کی اس طرغ وضاحت کرتے ہیں:

وعن رسول الله ρ: قال **«المسلمون شركاء في ثلاث في الماء والكلإ والنار»** وفي الروايات: **الناس شركاء في ثلاث**، وهذا أعم من الأول ففيه إثبات الشركة للناس كافة: المسلمين والكفار في هذه الأشياء الثلاثة، وهو كذلك، وتفسير هذه الشركة في المياه التي تجري في الأودية، والأنهار العظام كجيحون وسيحون، وفرات، ودجلة، ونيل فإن الانتفاع بها بمنزلة الانتفاع بالشمس، والهواء ويستوي في ذلك المسلمون، وغيرهم، وليس لأحد أن يمنع أحدا من ذلك، وهو بمنزلة الانتفاع بالطرق العامة من حيث التطرق فيها. ومرادهم من لفظة الشركة بين الناس بيان أصل الإباحة، والمساواة بين الناس في الانتفاع لا أنه مملوك لهم فالماء في هذه الأودية ليس بملك لأحد.

"پیغمبر - اللہ ان پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے - نے کہا، 'مسلمان تین چیزوں میں برابر کی شریک ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ'۔ ایک اور روایت میں انہوں نے کہا، 'لوگ تین چیزوں میں برابر کی شریک ہیں۔۔۔'، جو کہ پہلی روایت کے مقابلے میں زیادہ عام ہے کیونکہ اس روایت میں تمام لوگوں کو ان تین چیزوں میں برابر کا شریک قرار دیا گیا ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ یہی صحیح نقطہ نظر ہے۔ پانی میں شراکت کا مطلب یہ ہے کہ وہ پانی جو وادیوں اور عظیم دریاوں جیسا کہ دجلا، فرات اور نیل، ان سے فائدہ اٹھانا ایسے ہی ہے جیسا کہ سورج اور ہوا سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔ کوئی بھی کسی دوسرے کو ان سے فائدہ اٹھانے سے روک نہیں سکتا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ سڑکوں سے فائدہ اٹھانا جب ان پر سفر کیا جاتا ہے۔ لفظ لوگوں کی 'شراکت' کا مطلب اس بات کی وضاحت ہے کہ اصل حکم اجازت کا ہے اور تمام لوگوں کو ان سے فائدہ اٹھانے کا ایک جیسا حق ہے اس لیے نہیں کہ وہ اس کے مشترکہ مالک ہیں۔ ان دریاں میں موجود پانی اور اس طرح کی دیگر اشیاء کسی کی بھی ملکیت نہیں ہوتیں"۔

امام علاؤ الدین الکاسانی (انتقال 587 ہجری) نے چھٹی صدی ہجری میں اپنی مشہور کتاب "بدائع الصنائع" میں اس مسئلے پر کہا:

لأن الماء في الأصل خلق مباحا لقول النبي ρ **«النَّاسُ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَأِ وَالنَّارِ»** **«الناس شركاء في ثلاث الماء والكلأ والنار»** والشركة العامة تقتضي الإباحة إلا أنه إذا جعل في إناء وأحرزه به فقد استولى عليه وهو غير مملوك لأحد فيصير مملوكا للمستولي كما في سائر المباحات الغير المملوكة، وإذا لم يوجد ذلك بقي على أصل الإباحة الثابتة بالشرع فلا يجوز بيعه؛ لأن محل البيع هو المال المملوك وليس له أن يمنع الناس من الشفة - وهو الشرب بأنفسهم - وسقي دوابهم منه؛ لأنه مباح لهم.

"پانی کو سب کے لیے جائز رکھا گیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، 'تین چیزوں میں لوگ برابر کے شریک ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ'۔ عمومی ملکیت کے لیے ضروری ہے کہ اس کی اجازت ہو۔ لیکن جب کوئی کسی برتن میں اپنے لیے اس میں سے کچھ پانی لیتا ہے تو اِس پانی کا مالک بن جاتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ کسی کی ملکیت نہیں تھا، ایسا ہی دیگر تمام اشیاء کا بھی معاملہ ہے جن کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔ اگر ایسا نہیں ہوتا تو شریعت کی جانب سے استعمال کی اجازت کا اصل حکم برقرار رہتا اور اس طرح اس کو فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ جس چیز کا کوئی مالک بن جائے تو اسے بیچا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بھی اس پانی کو پینے یا اپنے جانوروں کو پلانے سے روک نہیں سکتا کیونکہ اس کا استعمال سب کے لیے جائز ہے"۔

امام فخر الدین الزيلعي (انتقال 743 ہجری) نے "تبيين الحقائق" میں کہا:

لا يجوز بيع المراعي ولا إجارتها والمراد به الكلأ دون رقبة الأرض؛ لأن بيع الأرض وإجارتها جائز إذا كان مالكا لها، وإنما لا يجوز بيع الكلأ وإجارته؛ لأنه ليس بمملوك له إذ لا يملكه بنباته في أرضه ما لم يحرزه لقوله ρ **«المسلمون شركاء في ثلاثة: في الماء والكلأ والنار»** رواه أحمد وأبو داود ورواه ابن ماجه من حديث ابن عباس وزاد فيه **«وثمنه حرام»** وهو محمول على ما إذا لم يحرزه، وقال ρ **«لا يمنع الماء والنار والكلأ»** رواه ابن ماجه ومعناه أن لهم الانتفاع بشرب الماء وسقي الدواب والاستقاء من الآبار والحياض والأنهار المملوكة.

"گھاس اور چراگاہیں جو خود سے اگتی ہیں انہیں فروخت کرنا یا کرائے پر دینا جائز نہیں۔ اس کا تعلق 'کلا' سے ہے جو زمین کی گردن کا متضاد ہے۔ ایسا اس لیے ہے کیونکہ زمین کے مالک کی جانب سے اس کی فروخت یا کرائے پر دینا جائز ہے کیونکہ وہ اس کا مالک ہے۔ یہ اصول چراگاہوں پر لاگو نہیں ہوگا کیونکہ وہ نہ ہی اس زمین کا مالک ہے اور نہ ہی اس سے اگنے والی نباتات کا ماسوائے جو وہ اپنے استعمال میں لے آئے، ایسا اس لیے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، 'مسلم تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں: پانی، چراگاہیں اور آگ'، اسے احمد، ابوداود نے روایت کیا، ابن ماجہ نے بھی اسے ابن عباس سے روایت کیا ہے اس اضافے کے ساتھ، 'اور اس کی قیمت حرام ہے'، اس کو سمجھا جاسکتا ہے اس جملے کو سامنے رکھتے ہوئے کہ جب تک وہ اس میں سے اپنی ضرورت کے لیے نہ لے۔ ابن ماجہ نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بھی روایت کیا کہ انہوں نے کہا، 'پانی، آگ اور چراگاہوں کو ممنوع نہیں کیا گیا'، جس کا مطلب ہے کہ لوگوں کو یہ حق ہے کہ وہ ان چیزوں سے منفعت حاصل کریں چاہے کنوں، تلابوں اور چھوٹے دریاوں سے سے پی کر یا اپنے جانوروں کو پانی پلا کر یا اپنی زمینوں کو سیراب کر کے"۔

وشرط لجواز الانتفاع به أن لا يضر بالعامة فإن كان يضر بالعامة بأن يميله بالكري أو نصب الرحى فليس له ذلك؛ لأن الانتفاع بالمباح لا يجوز إلا إذا كان لا يضر بأحد كالانتفاع بالشمس والقمر والهواء

"ان چیزوں کو استعمال کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ انہیں ایسا نقصان نہ پہنچے کہ دوسرے اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ لہٰذا اگر وہ اس سے ایسے فائدہ اٹھاتا ہے جس سے دوسروں کو نقصان پہنچتا ہے جیسا کہ کھدائی کر کے دریا کا رخ تبدیل کر دینا، تو یہ جائز نہیں ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ ان سے فائدہ اٹھانا اسی

صورت میں جائز ہے جس سے دوسروں کو نقصان نہ پہنچے، جیسے سورج، چاند یا ہوا سے فائدہ اٹھانا"۔

تیرویں صدی ہجری کے مشہور شامی دمشق کے عالم محمد امین ابن العابدین (انتقال 1252 ہجری)، جو بعد میں آنے والے حنفی فقہا میں سب سے زیادہ مشہور و معروف ہیں خصوصاً برصغیر پاک و ہند میں، نے اپنی "رد المحتار" (جو حاشیاتِ ابن عابدین کے نام سے بھی مشہور ہے) میں اس موضوع پر طویل بحث کی ہے۔ انہوں نے کئی نقات کی وضاحت کی ہے:

1۔ شراکت (حدیث میں بیان کی گئیں تین اشیاء) شراکت ہے استعمال کی اجازت کی نہ کہ ملکیت میں۔ ہر ایک کو حق ہے کہ وہ ان سے فائدہ اٹھائے۔ جو بھی ان میں سے اپنے استعمال کے لیے حصہ لیتا ہے تو اتنا حصہ دوسروں کو چھوڑ کر اُس کی ملکیت بن جاتا ہے، جسے وہ کسی بھی طریقے سے استعمال میں لا سکتا ہے جو کسی بھی مالک کے لیے جائز ہو۔

2۔ چراگاہ (کلا) وہ ہے جو اگتی اور پھیلتی ہے اور جس کا کوئی تنا نہیں ہوتا جیسا کہ گھاس، جبکہ وہ درخت جن کا تنا ہو اس میں شامل نہیں ہوگا۔ چراگاہیں تین اقسام کی ہیں:

ا۔ ایسے علاقے میں چارہ پیدا ہونا جس کا کوئی مالک نہ ہو۔ تمام لوگ اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ ان کے جانور وہاں سے کھائیں یا وہ وہاں سے چارے کو کاٹیں اور استعمال کریں۔

ب۔ ایسے علاقے میں چارہ پیدا ہو جس کا مالک ہو لیکن چارے کی پیداوار مالک کی کوشش کے بغیر ہو۔ تمام لوگ اس کو استعمال کرسکتے ہیں لیکن زمین کا مالک لوگوں کو اپنی زمین پر داخل ہونے سے روک سکتا ہے۔

ج۔ چارہ ایسے علاقے میں پیدا ہو جس کا ملاک ہو اور چارہ مالک کی کوشش سے پیدا ہو۔ یہ اس زمین کے مالک کی ملکیت ہے۔

3۔ ایسی زمین پر لکڑی جس کا کوئی مالک نہ ہو، اسے کوئی بھی استعمال کر سکتا ہے۔

4۔ حدیث میں بیان کی گئی آگ وہ آگ ہے جسے لوگوں نے جلایا ہو، تو اگر کوئی کھلے علاقے میں آگ جلاتا ہے تو دوسروں کو بھی حق ہے کہ اس کی روشنی سے فائدہ اٹھائیں، اپنے کپڑے خشک کریں یا اس سے گرمی حاصل کریں۔ (دوسرے علماء کے مطابق آگ سے مراد وہ لکڑی ہے جو آگ جلانے کے کام آتی ہے) مجالات الأحکام العدلیۃ نے بھی ان اثاثوں کی فہرست مرتب کی ہے جنہیں شرع نے عوامی اثاثے قرار دیا ہے۔ شراکت یا مشترک ملکیت کے موضوع پر دسویں کتاب کا چوتھا باب اباحت میں شراکت داری پر ہے جس میں فہرست دی گئی ہے اور عوامی اثاثوں سے متعلق اصولوں پر بحث کی گئی ہے، جس کی شروعات شق 1234 میں پانی، چراگاہ اور آگ سے ہوتی ہے۔

لہٰذا خلاصہ یہ ہے، حنفی فقہ کے مطابق تین اقسام کی اشیاء عوامی ملکیت کے زمرے میں آتی ہیں: پہلی، وہ تمام چیزیں جن کی لوگوں کو مشترکہ طور پر ضرورت ہے جیسے کنویں؛ دوسرا، قدرتی ذخائر جو بہت بڑی تعداد میں موجود ہوں؛ اور تیسرا، پانی، چراگاہیں اور آگ جیسا کہ حدیث میں ذکر کیا گیا اور اوپر بیان بھی کیا گیا۔ تمام لوگ ان میں برابر کی شراکت دار ہیں یعنی ان کو سب استعمال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ کسی کو بھی ان کے استعمال سے محروم نہیں رکھا جاسکتا اور نہ ہی کوئی ان سے ایسے فائدہ اٹھا سکتا ہے جیسے یہ اس کی ذاتی ملکیت ہو۔ یعنی نہ تو ان کی نجکاری کی جاسکتی ہے اور نہ ہی کسی فرد یا کمپنی کو امداد کے طور پر دی جاسکتی ہے کہ وہ اس سے اپنے لیے نفع کمائیں۔

بقیہ صفحہ 4 سے

صبر وہ کہلاتا کہ آدمی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق ہے (لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ)" (مسلمانو!) تمہیں اپنے مال و دولت اور جانوروں کے معاملے میں (اور) آزمایا جائے گا، اور تم اہلِ کتاب اور مشرکین دونوں سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنوگے۔ اور اگر تم نے صبر اور تقویٰ سے کام لیا تو یقیناً یہی کام بڑی ہمت کے ہیں (جو تمہیں اختیار کرنے ہیں)" (آل عمران: 186)۔ اسی طرح اللہ سبحانہ کا یہ ارشاد: (وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ)" اور ہم ضرور تمہیں آزمائش میں ڈالیں گے تاکہ ہم یہ دیکھ لیں کہ تم میں سے کون ہیں جو مجاہد اور ثابت قدم رہنے والے ہیں، اور تاکہ تمہارے حالات کی جانچ پڑتال کر لیں۔" (محمد: 31)۔ صبر کا یہی مضمون سورۃ البقرۃ کی مذکورہ بالا آیات میں بیان کیا گیا ہے "اور دیکھو ہم تمہیں آزمائیں گے ضرور، (کبھی) خوف سے، کبھی بھوک سے، (کبھی) مال و جان اور پھلوں میں کمی کر کے۔ اور جو لوگ (ایسے حالات) میں صبر سے کام لیں، اُن کو خوشخبری سنا دو یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ کہتے ہیں کہ "ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے یہ وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی طرف سے خصوصی عنایتیں ہیں اور رحمت۔ اور یہی لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں"۔ (البقرۃ: 153-157)

دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسلامی فوجی اتحاد غداری کا نسخہ ہے

تحریر: افضل قمر

اخباری اطلاعات میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ ریٹائرڈ جنرل راحیل شریف نے پاکستان کے آرمی چیف کی حیثیت سے اپنی ریٹائرمنٹ کے صرف 45 دن بعد سعودی حکومت کی جانب سے تشکیل دی گئی 42 اسلامی ممالک کی فوج کی کمانڈ سنبھالنے پر رضامندی ظاہر کردی ہے۔ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے کہ مسلمان اس کے خلاف منفی ردعمل دے رہے ہیں، پاکستان کے وزیر دفاع نے 6 جنوری 2017 کو اس بات کی تصدیق کی کہ حکومت کو اس حوالے سے اعتماد میں لیا گیا ہے۔ لیکن جب مزید منفی ردعمل آیا تو وزیر دفاع نے 10 جنوری 2017 کو اپنے سابقہ بیان سے پھرتے ہوئے راحیل شریف کے اقدام سے لاتعلقی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ راحیل نے اس منصب کو قبول کرنے کے لیے حکومت سے کوئی درخواست نہیں کی ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود حکومت دہشت گردی کے خلاف امریکی جنگ میں پاکستان کی شمولیت اور سعودی علاقے کے تحفظ کے لیے مسلسل مہم چلا رہی ہے تاکہ اس اتحاد میں شمولیت کے حق میں رائے عامہ کو تبدیل کیا جائے۔

یہ تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ مسلم یکجہتی کے لیے ایک واحد فوج تشکیل دی گئی ہے لیکن اس بات پر کوئی بحث ہی نہیں کی گئی کہ اس میں شمولیت اختیار کرنے والے ممالک تو اپنی جگہ قائم و دائم ہیں جنہیں پرانی اور نئی استعماری قوتوں نے امت کو تقسیم کرکے قائم کیا تھا اور جو اب بھی اِس فوج پر اثر انداز ہوں گے۔ امت کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ان کی ضرورت، امت کی یکجہتی، کو ایک مشترکہ فوجی قوت کے ذریعے پورا کیا گیا ہے۔

لیکن اس اتحاد کو بنانے والوں نے دوسرے سوال کا جواب نہیں دیا جو کہ مشترکہ فوج بنانے کے فوراً بعد ذہنوں میں آتا ہے کہ ایک واحد حکومت کیوں نہیں بنائی گئی جو کہ شریعت کا تقاضا بھی ہے اور 50 سے زائد قومی ریاستیں اب بھی قائم ہیں جو یورپی استعماری ممالک نے دنیا کے نقشے پر محض لکیریں کھینچ کر قائم کیں تھیں؟

> **یہ فوجی اتحاد امت کی ضرورت کو پورا نہیں کرتا بلکہ اس کے متضاد ایک اور حقیقت کو واضح کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مشترکہ فوج کی نہیں بلکہ ایک واحد فوج کی ضرورت ہے، خلافت کی فوج۔**

اس اتحاد کا مقصد واضح ہے۔ اتحاد کے نام "دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسلامی فوجی اتحاد" سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ فوج کس کی جنگ لڑے گی۔ اس اتحاد کی تشکیل کا مقصد مسلمانوں کے مفاد میں کوئی جنگ لڑنا نہیں ہے۔ اس کا مقصد فلسطین کے مسلمانوں کو یہودی وجود کے تسلط سے آزاد کرنا نہیں، نہ ہی کشمیر کے مسلمانوں کو بھارتی تسلط سے آزادی دلانا ہے اور نہ ہی روہنگیا مسلمانوں کو برمی بدھ اکثریت کے ظلم و ستم سے نجات دلانا ہے، بلکہ اس کا مقصد دہشت گردی سے لڑنا ہے۔ بالفاظ دیگر اگر یہ اتحاد شام میں مداخلت کرتا ہے تو اس کا مقصد "دہشت گردی" سے لڑنا ہوگا نہ کہ ان مسلمانوں کی مدد کرنا جو صرف اس وجہ سے قتل کیے جارہے ہیں کہ وہ بشار الاسد کی حکومت کی مزاحمت کررہے ہیں۔ یعنی "دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسلامی فوجی اتحاد" سعودیہ نے امریکی مقاصد کے حصول کے لیے بنایا ہے۔

"دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسلامی فوجی اتحاد" کو وجود میں لانے کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی یہ کہ امریکہ فوج کی جگہ ایک مسلم فوج کو امریکی مقاصد کے لیے وہاں استعمال کیا جائے جہاں امریکی فوج کا استعمال امریکہ میں پسند نہیں کیا جاتا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مسلم رائے عامہ کو امریکہ کا ہمنوا بنایا جائے جنہیں اب تک یہ سبق پڑھایا گیا ہے کہ وہ تو 50 سے زائد قومی ریاستوں میں بٹے ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک مشترکہ فوج فراہم کرسکتے ہیں۔ لیکن "دہشت گردی سے لڑنے کے لیے اسلامی فوجی اتحاد" امت کی ضرورت کو پورا نہیں کرتا بلکہ اس کے متضاد ایک اور حقیقت کو واضح کرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مشترکہ فوج کی نہیں بلکہ ایک واحد فوج کی ضرورت ہے، خلافت کی فوج۔

اس قسم کے فوجی اتحادوں میں ایک مسئلہ ہمیشہ موجود رہتا ہے اور وہ ہے کہ کمانڈ کا ایک ہونا۔ ان اتحادوں میں اس کی کمی ہوتی ہے کیونکہ اس میں موجود افواج کی وفاداری اپنی حکومتوں کے ساتھ ساتھ میدان میں

موجود کمانڈر کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کا ایک حل تو یہ نکالا گیا کہ اس کا کمانڈر اس ملک کا لگایا جائے جس کے سب سے زیادہ فوجی اس اتحاد میں شامل ہیں۔ اور راحیل شریف کے لیے یہ ایک مشکل ہے کہ جب تک پاکستان اس اتحادوں میں سب سے زیادہ فوجی فراہم کرنے والا ملک نہ بن جائے تو راحیل شریف اس مشترکہ فوج کی اپنے احکامات کے ساتھ وفاداری کو کس طرح یقینی بنائیں گے۔

لیکن خلافت کی افواج کو اس قسم کے کسی حساس توازن کو برقرار رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ وہاں پر صرف ایک ہی حکومت ہوتی ہے۔ موجودہ فوجی اتحاد میں یہ بات واضح ہے کہ کمانڈر کا ایک اہم کام یہ ہوگا کہ وہ امت کو اس بات پر قائل کرے کہ یہ فوج ایک حقیقت ہے اور امت کی خواہشات کا مظہر ہے اگرچہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ تو پھر یہ اتحاد کسی کے مفادات کا تحفظ کرے گا؟ اور پھر یہ کہ جنرل راحیل در حقیقت کس کی خدمت کر رہے ہوں گے؟

ایک امکان تو یہ ہے جس کی ترویج بھی کی جارہی ہے کہ اس فوجی اتحاد کا بنیادی مقصد تربیت فراہم کرنا ہے اور اس بات میں وزن بھی ہے کیونکہ دنیا کی سب سے بڑی اور کامیاب انسداد دہشت گردی کی فوج کے سابق کمانڈر کی حیثیت سے وہ خدمات فراہم کرسکتے ہیں۔ اور یہی ثبوت اس بات کے لیے کافی ہے کہ وہ لوگ جو دہشت گردی سے بہت زیادہ خوفزدہ ہیں وہ جنرل راحیل کو انسداد دہشت گردی کی فوج کے ایک کمانڈر کی حیثیت میں دیکھتے ہیں۔ ایسا نظر آرہا ہے کہ جس فوج کی قیادت جنرل راحیل نے کرنی ہے اس کا مقصد شام میں سعودی عرب کے کردار کو بڑھانا ہے جو حلب کے سقوط کے بعد بہت کم ہوگیا ہے۔ یمن میں پاکستان کی فوج کی موجودگی کی سعودی خواہش کو بھولنا نہیں چاہیے جسے جنرل راحیل نے قبول نہیں کیا تھا جس کا شاید مقصد کم از کم سعودی افواج کو یمن کے محاذ سے نکال کر شام میں منتقل کرنا تھا لیکن ایسا نہ ہونے کی وجہ سے شام میں ایران اور روس کی بالادستی بڑھ گئی جسے سعودی حکومت نے پسند نہیں کیا ہے۔

اسلامی ممالک کے فوجی اتحاد کا تصور حلب کے سقوط

> **اسلامی ممالک کے مشترکہ فوجی اتحاد کے تحت اس وقت مسلم ممالک کی فوج بہت آسانی سے فراہم کی جاسکتی ہے جب امریکہ کے لیے اپنی افواج کو مسلم دنیا میں شدید امریکہ مخالف جذبات کی وجہ سے بھیجنا ممکن نہ رہے۔**

سے قبل ہی سے موجود ہے لیکن اب اس نے زیادہ اہمیت حاصل کرلی ہے کیونکہ اس کے ذریعے شام میں سعودی حکومت کی مداخلت کا موقع بنتا ہے جہاں روس اور ایران پہلے سے ہی مضبوطی کے ساتھ موجود ہیں اور امریکہ کے منصوبوں کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

حلب کا سقوط اس وقت ممکن ہوا جب روس نے مداخلت کی اور ترکی امریکہ کی منظوری سے روس کے قریب ہوگیا۔ لہٰذا اسلامی ممالک کی مشترکہ فوج سعودی عرب کی ایک کوشش ہے جو وہ اپنے آقا امریکہ کی مرضی سے کر رہا ہے کہ اس طرح شام میں اس کا یعنی امریکہ کا اثر و رسوخ مزید مضبوط ہو جائے جبکہ وہاں مخلص انقلابی خلافت کے منصوبے پر استقامت کے ساتھ کھڑے ہیں۔ اسلامی ممالک کے مشترکہ فوجی اتحاد کے تحت اس وقت فوج بہت آسانی سے فراہم کی جاسکتی ہے جب امریکہ کے لیے اپنی افواج کو مسلم دنیا میں شدید امریکہ مخالف جذبات کی وجہ سے فوج بھیجنا ممکن نہ رہے۔ تاہم جنرل راحیل نے مختلف شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی رکھی ہے کہ وہ سعودی کمانڈ کے نیچے کام نہیں کریں گے، لیکن اس کے باوجود وہ خود کو اُس صورتحال میں دیکھیں گے کہ وہ اُس حکومت کو جواب دے رہیں ہوں گے جس کے سب سے زیادہ فوجی اس اتحاد میں شامل ہوں گے اور اس ملک کے پیچھے وہ طاقت ہوگی جو اس فوجی اتحاد کو اپنے اسٹریٹیجک مفادات کے لیے استعمال کر رہا ہوگا یعنی کہ امریکہ۔

لہٰذا جنرل راحیل اپنے نام اور چیف آرمی اسٹاف کی حیثیت سے کام کے ریکارڈ، اور اپنے قابل ذکر حسب نسب کو پیش کر رہے ہیں جو کہ امریکی فلم کا ایک حصہ ہے۔ امت نے بہت طویل عرصے تک اس امید پر انتظار کیا کہ "اسلامی ممالک کی تنظیم" او۔آئی۔سی امت کو ایک دوسرے سے قریب کرنے میں بڑا کردار ادا کرے گی اور امت کے اتحاد کی سب سے بڑی نشانی کے طور پر ایک مشترکہ فوج بنائے گی جو اب تک نہیں بنی اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ صرف کشمیر و فلسطین کے پرانے زخموں سے اب تک خون بہہ رہا ہے بلکہ عراق اور شام کی صورت میں امت کے جسم پر نئے شدید زخم نمودار ہوگئے ہیں۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے۔ یہ ایک امت ہے جو ایک عقیدے پر یکجا ہے جیسا کہ اللہ

نے ہمیں بتایا ہے، ﴿وَإِنَّ هَذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ﴾ "یقیناً تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں تم سب کا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو" (المومنون:52)۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں انتشار کے نتائج سے خبردار کیا جو آج ہم دیکھ رہے ہیں، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا، ﴿وَالَّذينَ كَفَرُواْ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاء بَعْضٍ إِلاَّ تَفْعَلُوهُ تَكُن فِتْنَةٌ فِي الأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ﴾ "کافر آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، اگر تم نے ایسا نہ کیا (آپس میں یکجا اور دین میں ایک دوسرے کی مدد) تو ملک میں فتنہ ہو گا اور زبردست فساد ہو جائے گا" (لانفال:73)۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمان امت کی یہ تعریف کی کہ وہ تمام دیگر لوگوں کو چھوڑ کر آپس میں بھائی بھائی ہیں، ﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ "تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں" (الحجرات:10)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، «اَلْمُسلِمُ أَخُو اَلْمُسلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، اَلتَّقْوَى هَا هُنَا، وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، بِحَسْبِ اِمْرِئٍ مِنْ اَلشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ اَلْمُسْلِمَ، كُلُّ اَلْمُسْلِمِ عَلَى اَلْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ» "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ وہ اس پر ظلم کرے، نہ اس (مدد کے وقت) بے سہارا چھوڑے اور نہ اسے حقیر گردانے۔ تقویٰ یہاں پر ہے (اپنے سینے مبارک کی جانب تین بار اشارہ کیا) کسی بھی شخص کا اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھنا شیطانیت ہے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزت کی توہین کرنا دوسرے مسلمان کے لیے حرام ہے" (مسلم)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، «اَلْمُسْلِمُونَ تَتَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ يَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ وَيُرَدُّ عَلَى أَقْصَاهُمْ» "ہر مسلمان کا خون برابر ہے، اور وہ اپنے مخالفوں کے لیے ایک ہاتھ کی طرح ہیں۔ ان میں سے رتبے میں کم تر شخص بھی کسی کو امان دے سکتا ہے اور سب کو اس کی امان قبول کرنی ہو گی، اور (لشکر میں) سب سے دور والا شخص بھی مالِ غنیمت کا مستحق ہو گا" (ابن ماجہ)۔ جب رسول اللہ ﷺ نے انصار اور مہاجرین کو ایک امت کے طور پر مدینہ میں جمع کیا تو انہوں نے میثاق مدینہ میں تحریر کیا، «**بسم الله الرحمن الرحيم، هذا كتاب من محمد النبي -صلى الله عليه وسلم-، بين المؤمنين والمسلمين من قريش ويثرب، ومن تبعهم، فلحق بهم، وجاهد معهم، إنهم أمّة من دون الناس**» "شروع اللہ کے نام سے جو نہایت رحمان اور رحیم ہے۔ یہ دستاویز محمد ﷺ کی طرف سے قریش (مہاجرین) کے اور یثرب کے مسلمانوں (انصار مدینہ) کے اور اُن کے جنہوں نے اِن کی اتباع کی، ان کے ساتھ آ کر ملے اور ساتھ جہاد کیا، کے مابین ہے، کہ یہ لوگ دوسرے لوگوں سے جدا ایک امت ہیں"۔

اور رسول اللہ ﷺ نے تحریر کروایا، «**وأن سلم المؤمنين واحدة لا يسالم مؤمن دون مؤمن في قتال في سبيل الله إلا على سواء وعدل بينهم**» "ایمان والوں کا امن ایک ہے۔ پس اللہ کی راہ میں قتال کے دوران ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو چھوڑ کر دشمن سے امن نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ یہ برابری پر ہو" یہ سب باتیں امت کا کردار اور خصوصیات کو بیان کرتی ہیں: ان کی زمین، ان کی جنگ اور ان کا امن ایک ہے۔ اسلامی فوجی اتحاد ان تمام آیات و احادیث سے متصادم ہے، اور جنرل راحیل کا اس میں شمولیت اختیار کرنا انہیں ان آیات و احادیث کی خلاف ورزی کرنے کی صورتحال میں کھڑا کر دے گا۔

اسلامی فوجی اتحاد ان تمام آیات و احادیث سے متصادم ہے، اور جنرل راحیل کا اس میں شمولیت اختیار کرنا انہیں ان آیات و احادیث کی خلاف ورزی کرنے کی صورتحال میں کھڑا کر دے گا۔

راحیل نے خود کو ایک ایسی صورتحال میں کھڑا کر دیا ہے جہاں وہ ایک امت کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی تمام احادیث کی نافرمانی کر رہے ہوں گے۔ شام کی سرزمین مسلمانوں کے لیے ویسے ہی ہے جیسے نائیجیریا یا انڈونیشیا اور جنرل راحیل کے لیے پاکستان۔ ان علاقوں میں فوج کون لے کر جا سکتا ہے؟ سوائے ایک اجنبی کے۔ تو پھر ایک مسلمان ایک ایسی جنگ میں کیسے حصہ لے سکتا ہے جس میں مد مقابل مسلمان ہوں۔

شام میں اسلامی ممالک کی مشترکہ فوج (اور اس کے کمانڈر) کو دہشت گرد نہیں ملیں گے سوائے ان مسلمانوں کے جو اپنے جانوں کے لیے لڑ رہے ہیں۔ اگر انہیں تنگ کیا جاتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کی تکلیف دوسرے مسلمان محسوس نہ کریں؟

شامی انقلاب امت کے لیے ہمت اور حوصلے کا باعث ہے

تحریر: انجینئر معیز

مسلم دنیا میں کمزوری کا سب سے پہلا نقطہ نظر اس وقت سامنے آیا جب اسے یہ احساس ہوا کہ یورپی طاقتیں فوجی، معاشی اور سیاسی لحاظ سے طاقتور ہو گئی ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر کسی مد مقابل کے سامنے آنے سے قبل عثمانی خلافت نہ تو اس بات کو سمجھتی تھی کہ بڑھتی ہوئی اندرونی تنزلی اور کمزوری اسلامی نظریہ حیات (آئیڈیالوجی) کے فہم کی مسلسل کمی کی وجہ سے ہے اور نہ ہی وہ اپنی کمزوریوں کو تسلیم کرنے پر تیار تھی۔ لہٰذا مسلم دنیا اُس وقت ہل کر رہ گئی جب اُس کے اثرورسوخ کو بین الاقوامی سطح پر نئی یورپی طاقتوں نے چیلنج کیا اور اُس پر یہ حقیقت آشکار ہوئی کہ وہ تنزلی کا شکار ہے۔

مسلم دنیا میں تنزلی اور کمزوری کے حوالے سے ایک مخصوص فہم نے مسلم دنیا میں سامنے آنے والی تمام تجدیدی یا حیات نو کی کوششوں اور تحریکوں پر اثر ڈالا۔ اور اس فہم نے یہ بتایا کہ تنزلی مادی ہوتی ہے۔ مسلم دنیا کمزور تھی اور کمزوری سے اُس کی مراد سیاسی، معاشی اور فوجی کمزوری تھی۔ مغرب مضبوط تھا اور اُس کی مضبوطی کو ایسے بیان کیا گیا کہ وہ سیاسی، معاشی اور فوجی لحاظ سے مضبوط ہے۔ حیات نو اور تنزلی کے اس مادی نقطہ نظر نے مسلم دنیا کی اکثر حیات نو کی کوشش کرنے والوں کے اذہان کو متاثر کیا جہاں حیات نو کی تحریکوں نے مادی اہداف مقرر کیے اور جو حقیقت میں کبھی بھی حاصل نہ کیے جا سکے۔ حیات نو اور تنزلی کے اس مادی تصور کی پیروی کی وجہ سے اکثر حیات نو کی تحریکوں نے اس حقیقت کو نظر انداز کیا کہ اسلامی نظریہ حیات (آئیڈیالوجی) اور اسی طرح اسلامی تہذیب کی بنیاد مادی نہیں بلکہ روحانی ہے۔ لہٰذا ماضی کی عظمت کو بحال کرنے کے لیے اس قسم کی حیات نو کی تمام کوششوں کا ناکام ہونا لازمی امر تھا، وہ عظمت جس سے روحانی اسلامی تہذیب نے امت کو نوازا تھا۔ ریاست خلافت کی مادی کامیابیاں کئی تھیں، بلکہ وہ کئی صدیوں تک دنیا کی صف اول کے فوجی، معاشی اور سیاسی طاقت تھی۔ لیکن یہ کامیابیاں اس تہذیب کا نتیجہ تھیں جو روحانی تصور پر کھڑی کی گئی تھی یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مکمل اطاعت۔

اس تناظر میں شام کا انقلاب مکمل طور پر منفرد ہے۔ دنیا نے جس چیز کا مشاہدہ پچھلے چند ہفتوں میں کیا ہے وہ ناقابل یقین عظیم انسانی المیہ ہے۔ لیکن امت نے جس چیز کا مشاہدہ کیا وہ حقیقی معنوں میں اسلامی تہذیب کا واپس شفافیت کی جانب لوٹنے کا قابل دید نظارہ ہے۔ شام کے لوگوں، شامی انقلاب اور خصوصاً حلب کے لوگوں کی استقامت اور ارادہ مادی طاقت پر نہیں بلکہ اس کے بالکل متضاد طاقت پر کھڑا ہے۔ ہم جو شام سے آنے والی تصاویر، ویڈیوز اور خبریں دیکھتے ہیں وہ التجائیں، تقاریر، چیخیں اور مظاہرے ہیں جس میں وہ اپنے اِس گلے کا اظہار کرتے ہیں کہ دنیا نے انہیں تنہا چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ کھڑے رہیں گے کیونکہ "یہ (انقلاب) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لیے ہے" اور کیونکہ "ہمارے آقا رسول اللہ ﷺ ہیں" کے نعرے اس انقلاب کی جان ہیں۔ ان طاقتور عربی نعروں نے شامی انقلاب کی شکل و صورت کو متعین کیا ہے اور بہت بڑے پیمانے پر جابر بشار کے ہاتھوں ہلاکتوں، تباہی و بربادی اور نقل مکانی کے باوجود یہ انقلاب کھڑا ہے۔ یہ درحقیقت انتہائی ہولناک اور افسوناک صورتحال ہے، لیکن شام کے مسلمان کھڑے رہے اور جھکنے سے انکار کیا۔ اور جب یہ سب کچھ ہو رہا تھا تو امت دیکھ رہی تھی۔ اُس نے دیکھا اور امید ہے کہ اُس نے اس تجربے کے بعد حیات نو اور تنزلی کے تصور کے اپنے پیمانے کو تبدیل کیا ہے۔ اُس نے دیکھا اور امید ہے کہ اُس نے اس تجربے کے بعد جان لیا ہے کہ امت کی طاقت کبھی بھی اس کے مادی وسائل نہیں تھے اگرچہ وہ اس کے پاس بے شمار تھے۔ امت کی طاقت اس کا عقیدہ ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر اس کا ایمان و یقین ہے اور اس کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے یہ وعدہ ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے نہیں جھکے گی۔ کوئی جبر، کوئی مشرقی ملحد طاقت، کوئی مغربی سپر پاور، کوئی علاقائی ایجنٹ طاقت، اگر یہ سب اپنے وسائل اور قوت کو یکجا بھی کر لیں تب بھی یہ لوگوں کو جھکانے پر مجبور نہیں کر سکتے اگر وہ ان کے سامنے جھکنے سے انکار کر دیں۔

شامی انقلاب کا یہ روحانی پہلو ہے جو مسلم دنیا میں مستقبل کی حیات نو اور نشاۃ ثانیہ کی کوششوں کا تعین کرے گا، ان کے اسلامی تہذیب سے متعلق تصورات کو تمام آلودگیوں سے پاک کر کے شفاف کرے گا اور نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کی منزل کی جانب گامزن ہونے میں مدد فراہم کرے گا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُواْ نُورَ ٱللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَٱللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْكَافِرُونَ

"وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو مکمل کرے گا، چاہے کفار کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے" (الصف: 8)

ٹرمپ کی خوشنودی کے لیے پاکستان کے حکمران اکھنڈ بھارت اور کشمیر سے غداری کی راہ پر چل رہے ہیں

اے پاکستان کے مسلمانو!

اِس وقت جب آپ یہ پیغام پڑھ رہے ہیں، پاکستان کے حکمران امریکہ کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے پاکستان اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کو بھارت کی فوجی، سیاسی اور معاشی بالادستی کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں اور اس کے لئے "اعتماد کی بحالی کے اقدامات" اور "نارملائیزیشن" کی اصطلاحات استعمال کر رہے ہیں۔

جہاں تک بھارت کی فوجی بالادستی کا تعلق ہے تو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی نفرت کا کھل کر اظہار کرنے کے بعد سے ٹرمپ انتظامیہ کسی بھی ایسے شیطان سے اتحاد کے لئے تیار ہے جو مسلمانوں کے خلاف اُس کا ساتھ دے جیسا کہ یہ ہندو ریاست۔ اِس کے باوجود ٹرمپ کے صدر بننے کے چند دنوں کے اندر ہی پاکستان کے حکمرانوں نے بزدل بھارتی افواج کو کشمیر میں جاری عسکری مزاحمت سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے شروع کر دیے۔ پاکستان کے حکمرانوں نے ایک طرف ہماری طاقتور افواج کو بھارتی جارحیت کے خلاف "تحمل" کا مظاہرہ کرنے کا حکم دیا تو دوسری جانب ان تنظیموں کے خلاف کاروائیاں شروع کر دیں جو مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لیے لڑ رہی ہیں۔ پاکستان کے حکمرانوں کی جانب سے موجودہ کاروائیاں عین بھارتی خواہشات کے مطابق ہیں جن کا اظہار 31 جنوری 2017 کو بھارت کی وزارت خارجہ کے اس بیان میں کیا گیا، "۔۔۔پاکستان کی سرزمین سے بھارت میں دہشت گردانہ کاروائیاں کرنے والی تنظیموں کے خلاف حقیقی کریک ڈاؤن سے ہی یہ ثابت ہو گا کہ پاکستان مخلص ہے"۔

تو جس طرح ماضی میں امریکہ نے افغانستان میں اپنی صلیبی افواج کے خلاف قبائلی مزاحمت کو ختم کرانے کے لیے پاکستان کے حکمرانوں سے "ڈومور" کا مطالبہ کیا، ویسے ہی اب بھارت پاکستان کے حکمرانوں سے مقبوضہ کشمیر میں قابض وحشی ہندو ریاست کے خلاف جاری مزاحمتی تحریک کا گلا گھونٹنے کے لیے "ڈومور" کا مطالبہ کر رہا ہے۔

ہمیں لازمی یہ سوال پوچھنا چاہیے کہ مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں اور ان کی جدوجہد سے دستبردار ہو کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غضب کا حقدار بن جانا ہمارا مفاد کس طرح ہو سکتا ہے؟

اور یہ سب کچھ اس حقیقت کے باوجود ہو رہا ہے کہ کشمیر ایک مسلم سرزمین ہے جس کو آزاد کروانا فرض ہے اور اس کے کسی بھی حصے کو، چاہے وہ ایک ہاتھ کے برابر ہی کیوں نہ ہو، ہندو ریاست کے حوالے کر دینا حرام ہے۔ پاکستان میں جہادِ کشمیر سے منسلک تنظیموں کے خلاف کاروائیوں سے صرف اور صرف بھارتی افواج کو ہی فائدہ پہنچ رہا ہے لیکن اس کے باوجود پاکستان کے حکمران اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ کشمیر کے مسلمانوں کی کمر میں خنجر گھونپنا پاکستان کے مفاد میں ہے اور آئی۔ایس۔پی۔آر نے 31 جنوری 2017 کو یہ بیان دیا: "یہ ایک پالیسی فیصلہ تھا جو ریاست نے قومی مفاد میں لیا ہے"۔ ہمیں لازمی یہ سوال پوچھنا چاہیے کہ دنیا کی چھٹی بڑی آرمی کو جارح بھارتی افواج کی سیکیورٹی کے لیے استعمال کرنا کس طرح ہمارے مفاد میں ہے؟ اور مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں اور ان کی جدوجہد سے دستبردار ہو کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے غضب کا حقدار بن جانا ہمارا مفاد کس طرح ہو سکتا ہے؟

جہاں تک ہندو ریاست کی سیاسی بالادستی کا تعلق ہے تو پاکستان کے حکمران ٹرمپ انتظامیہ کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے اسلام کے ساتھ ہمارے انتہائی گہرے اور مضبوط رشتے کو کاٹ ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں جو کہ خطے میں ہندو ریاست کی بالادستی کے قیام میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ کئی صدیوں تک اسلام نے برصغیر پاک و ہند کے رہنے والوں کے تحفظ اور خوشحالی کو یقینی بنایا اور انہیں ہندوؤں کے جبر، تعصب اور عدم برداشت سے آزادی فراہم کی۔ اسلام کی قوت نے مسلمانوں کو برطانوی راج کے قبضے کے خلاف تاریخی جدوجہد کرنے کا حوصلہ اور ہمت فراہم کی۔ اسلام نے لاکھوں مسلمانوں کو "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلّا اللہ" کے نعرے پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان و مال کو رضا و رغبت کے ساتھ قربان کرنے کا

حوصلہ فراہم کیا۔ اسلام ہی نے مسلمانوں کو ہندو جارحیت کے خلاف طاقت فراہم کی چاہے یہ جارحیت براہِ راست پاکستان کے خلاف ہو یا مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کے خلاف۔ اور آج بھی صرف اسلام ہی ہے جو پورے برصغیر پاک وہند کے کروڑوں مسلمانوں کو نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے ذریعے یکجا کرسکتا ہے۔

لیکن صلیبیوں کی اندھی تقلید کرتے ہوئے پاکستان کے مجرم حکمران مسلمانوں کے وجود اور ان کی طاقت کی بنیادوں پر حملہ کررہے ہیں۔ وہ میڈیا اور تعلیمی نظام میں سے اسلام کی زبردست اقدار کو "لبرل ازم" کے نام پر کرپٹ مغربی اقدار سے تبدیل کررہے ہیں۔ ہمارے سیاسی معاملات کو اسلام کے کسی بھی قسم کے ذکر سے پاک رکھنے کے لیے انھوں نے اسلامی سیاسی رائے کے خلاف خوف وجبر کا ماحول بنادیا ہے اور جو بھی ایسا کرنے کی جرأت کرتا ہے اسے اغوا کرکے غائب کردیا جاتا ہے یا گرفتار یا تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ان ہی بہادر افراد میں سے ایک شخص پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ بھی ہیں، جنہیں 11 مئی 2012 کو اغوا کیا گیا اور آج کے دن تک ان کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں، جنھوں نے 14 دسمبر 2003 کو ہی ہمیں اکھنڈ بھارت کے منصوبے سے خبردار کردیا تھا۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

جہاں تک ہندو ریاست کی معاشی بالادستی کا تعلق ہے تو پاکستان کے غدّار حکمران مسلم علاقوں میں بھارت کے لیے مواقع فراہم کرنے کے لیے کام کررہے ہیں۔ ایک طرف وہ بھارتی کمپنیوں کے لیے پاکستان کے دروازے کھول رہے ہیں جبکہ ہماری صنعت وزراعت، توانائی کی قلت اور ٹیکسوں کے بوجھ سے مفلوج ہوگئی ہے۔ اور دوسری جانب حکومت کے سینئر ترجمان بھارت کو پاک چین اقتصادی راہداری (CPEC) کے منصوبے میں شمولیت کی دعوت بھی دے رہے ہیں جس کے لیے پاکستان کو مزید سودی قرضوں کی دلدل میں دھکیل دیا گیا ہے اور پاکستان کے کئی اہم وسائل کو چینی کمپنیوں کے حوالے کردیا گیا ہے۔ 20 دسمبر 2016 کو جنوبی کمانڈ کے کمانڈر، لیفٹیننٹ جنرل عامر ریاض نے بھارت کو سی پیک میں شمولیت اور "مستقبل کے تعمیر وترقی میں حصہ" لینے کی دعوت دی۔ اور پھر 4 فروری 2017 کو وزیر منصوبہ بندی اور تعمیر وترقی، احسن اقبال نے التجاء کی کہ "اگر آپ سی پیک کے ذریعے تجارت کریں تو آپ اس علاقے سے چین کے کسی بھی حصے تک پہنچ سکتے ہیں۔ لہٰذا، ہم بہت پُر امید ہیں اور بھارت کے ساتھ اپنے تعلقات کو بحال کرنے کے لیے کام کرتے رہیں گے"۔

اے پاکستان کے مسلمانو!

"اعتماد کی بحالی کے اقدامات" اور "نارملائزیشن" کے نام پر، پاکستان کی قیادت میں موجود غدار ہمیں "اکھنڈ بھارت" اور مقبوضہ کشمیر سے مکمل غداری کے منصوبے کی جانب دھکیل رہے ہیں۔ وہ ہمیں مغربی صلیبیوں اور متعصب ہندو مشرکین کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کررہے ہیں جبکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ، **مَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَلاَ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللَّهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ** "نہ تو اہل کتاب کے کافر اور نہ مشرکین چاہتے ہیں کہ تم پر تمہارے رب کی کوئی بھلائی نازل ہو، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ بہت فضل والا ہے" (البقرۃ:105)۔ اب یہ ہم پر لازم ہے کہ ہم حزب التحریر کے بہادر شباب کے ساتھ اپنی آواز بلند کریں اور جبر کی حکمرانی کے خاتمے اور نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے کام کریں۔

افواجِ پاکستان میں موجود مخلص افسران!

آج صلیبی اور ان کے اتحادی، ہنود و یہود، امت کی حرمت کو پامال اور اس کی عزت کی دھجیاں اڑا رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مسلم دنیا کے حکمرانوں نے ہمیں تنہا چھوڑ دیا ہے اور ہمارے دشمنوں کی خاطر ہمارے دین پر حملے کررہے ہیں۔ مسلمانوں کی حمایت اور مدد کرنا، اے اہل نصرۃ، آپ پر فرض اور آپ کی ذمہ داری ہے کیونکہ آپ انصار رضی اللہ عنہم کے جانشین ہیں۔ لہٰذا، حزب التحریر کو نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ فراہم کریں جو دشمنوں سے اِس امت کی حرمت اور عزت کی حفاظت کرے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **مَا مِنْ امْرِئٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ تُنْتَهَكُ فِيهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنْ امْرِئٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلَّا نَصَرَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ نُصْرَتَهُ** "کوئی مسلمان کسی مسلمان کو اُس جگہ تنہا نہیں چھوڑتا جہاں اس کی حرمت کو پامال اور اس کی عزت پر حملہ کیا جائے سوائے اس کے کہ اللہ اُسے اُس جگہ تنہا چھوڑ دے جہاں اُسے مدد کی ضرورت ہو؛ اور جو مسلمان کسی مسلمان کی اس جگہ مدد کرے جہاں اس کی حرمت اور اس کی عزت پر حملہ کیا جائے تو اللہ اُس کی اُس جگہ مدد فرماتے ہیں جہاں اُسے مدد کی ضرورت ہوتی ہے" (ابوداود)۔ **توجواب دو!**

21 جمادی الاول 1438 ہجری — **حزب التحریر**

17 فروری 2017 عیسوی — **ولایہ پاکستان**

سہون شریف بم دھماکہ: سانپ کا سر کاٹ ڈالو اور اس کی دُم کے پیچھے بھاگنا بند کرو

پریس ریلیز

لاہور میں ہونے والے خوفناک بم دھماکے کے صرف چند دنوں بعد، جمعرات 16 فروری 2017 کو سندھ کے مقام سہون شریف میں واقع مزار پر مبینہ "خودکش حملہ" ہوا جس میں کم از کم 88 افراد ہلاک اور سیکڑوں زخمی ہوگئے۔ حکمران اس بات کی تصدیق کررہے ہیں کہ ان حملوں کے لیے افغان سرزمین استعمال کی جارہی ہے، اور کل کے سانحے کے بعد آئی۔ ایس۔ پی۔ آر نے بیان دیا کہ "دشمن طاقتوں کے احکام پر افغانستان میں موجود اڈوں کے ذریعے حالیہ دہشت گردی کے واقعات کرائے گئے ہیں"۔ لیکن اِس حقیقت کے ادراک کے باوجود پاکستان کی حکمران امریکہ کی مذمت نہیں کررہے جس نے افغان سرزمین پر قبضہ کرنے کے بعد بھارتی انٹیلی جنس کو وہاں محفوظ ٹھکانے فراہم کیے ہیں۔

کیا مسلمانوں کا بہنے والا مقدس خون اور ان کے لواحقین کے آنسو سنگ دل حکمرانوں کو اِس بات پر مجبور نہیں کریں گے کہ وہ امریکہ کی موجودگی کو ختم کردیں جو اِن شیطانی حملوں کا "ماسٹر مائینڈ" اور "سہولت کار" ہے؟ امریکہ کی موجودگی بھارت کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ پاکستان کے شہروں پر حملے کرسکے بلکہ امریکی انٹیلی جنس ایجنسیاں اور ریمنڈ ڈیوس نیٹ ورک بھارت کے لیے آنکھوں اور کانوں کا کام کرتی ہیں جنہیں ہمارے حکمرانوں نے آزادانہ ملک بھر میں گھومنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ لیکن حکمران اب بھی اپنے اس جھوٹے دعوے پر اصرار کرتے ہیں کہ امریکی جنگ "ہماری جنگ" ہے، اور پھر اس کے پردے میں اُن مخلص مجاہدین کو نشانہ بناتے ہیں جو افغانستان میں قابض صلیبی امریکی افواج یا مقبوضہ کشمیر میں قابض بھارتی افواج کے خلاف جہاد کرتے ہیں یا ان سیاست دانوں اور سیاسی کارکنان کو نشانہ بناتے ہیں جو پاکستان میں اسلام کے نفاذ اور خلافت کے قیام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں خلافت کا قیام امریکہ اور بھارت کے لیے ایک انتہائی ڈراونا خواب ہے کیونکہ وہ ہمارے علاقوں کو کفار کے قبضے سے آزادی دلانے کے لیے ہماری افواج کو منظم کرے گی۔

پاکستان اور خطے میں بدامنی کی اصل وجہ بھارت نہیں بلکہ امریکہ کی موجودگی ہے کیونکہ بھارت ایسا کرنے کی نہ تو ہمت رکھتا ہے اور نہ ہی صلاحیت جب تک کہ امریکہ اُسے ایسا کرنے کے لیے سہولیات اور حوصلہ فراہم نہ کرے۔ لیکن حکمران امریکہ کے سفارت خانے، قونصل خانوں اور اڈوں کو بند اور اس کے انٹیلی جنس اور سفارتی اہلکاروں کو گرفتار کرکے ملک بدر نہیں کرتے بلکہ امریکہ کی موجودگی کو مزید مضبوط و مستحکم کررہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حکمران یہ جھوٹا دعویٰ، ان لوگوں کے لیے جو اب بھی ان کی تمام تر خیانتوں کے باوجود انہیں صادق و امین سمجھتے ہیں، کرتے ہیں کہ امریکہ سے اتحاد کرنے سے پاکستان کی سلامتی اور خوشحالی یقینی بنے گی۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان، پاکستان کے حکمرانوں کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہراتی ہے کہ انہوں نے ہمارے دشمنوں کو ہم پر پانچ دنوں میں دس حملے کرنے کے قابل بننے کی اجازت دی۔ ہم انہیں اِس بات پر مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے سیکیورٹی اداروں کو غلط سمت میں لگا رکھا ہے اور انہیں امریکہ کی موجودگی کو ختم کرنے کی جگہ سانپ کی دم کے پیچھے بھگا رہے ہیں۔ ہم اِس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارے سیکیورٹی اداروں کو سانپ کا سر کچلنے کی ہدایت دی جائے جو کہ ہماری سرزمین اور ہمارے خطے میں امریکہ کی موجودگی ہے۔ لہٰذا حزب التحریر افواجِ پاکستان میں موجود مخلص افسران سے یہ کہتی ہے کہ وہ نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے لیے نصرۃ فراہم کریں جو ہماری خوف کی حالت کو امن واستحکام سے بدل دے گی۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ

"تم میں سے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکے ہیں کہ انہیں ضرور زمین پر (موجودہ حکمرانوں کی جگہ) حکمران بنائے گا جیسا کہ اُن لوگوں کو بنایا تھا جو اِن سے پہلے تھے۔ اور یقیناً اِن کے لیے اِن کے اِس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کرکے جمادے گا جسے اُن کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے۔ اور اُن کے اِس خوف و خطر کو امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں تو وہ یقیناً فاسق ہیں" (النور:55)

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

12 جمادی الاول 1438 ہجری

بمطابق 17 فروری 2017

سوال وجواب: زکوۃ میں جلدی

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کیا زکوۃ کے حکم میں 'وقت کے داخل ہونے' کا حکم لاگو ہوتا ہے، اگر یہ کہنا درست ہے تو لفظ 'وقت' کی درست تعبیر کیا ہے۔

اگر سال گزرنے سے پہلے مال کی زکوۃ اس کی نیت کرتے ہوئے نکالی جائے تو یہ درست ہے یا یہ صدقہ ہو گا اور سال گزرنے پر پھر زکوۃ نکالی جائے گی؟ کیا زکوۃ کا معاملہ نماز، روزہ اور حج کی طرح ہے جو ایک خاص وقت سے مربوط ہے اور دوسرے وقت میں جائز نہیں؟ اگر زکوۃ کا وجوب وقت سے مربوط ہے جو کہ سال کا گزرنا ہے تو کیا سال گزرنے کی پابندی ضروری ہے اور سال گزرنے سے قبل زکوۃ نکالنا جائز نہیں کیونکہ سال گزرنے پر جو اضافہ ہونا تھا اس سے قبل ہی اس سے زکوۃ نکال لی گئی؟ اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کے علم سے ہمیں فائدہ پہنچائے، میرے لیے اس سوال کا جواب جاننا ضروری ہے۔

حسام ابو مصعب کی جانب سے

ختم شدہ

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

اول: زکوۃ میں جلدی کے حوالے سے۔۔۔ یہ ملاحظہ کیجئے:

1۔ بے شک زکوۃ کے سبب "نصاب" میں سال کا گزرنا شرط ہے، جب یہ شرط پائی جائے یعنی سبب "نصاب" پر سال گزرے اور اس میں کوئی کمی نہ آئے تو زکوۃ واجب ہو جاتی ہے۔۔۔ تاہم اگر زکوۃ واجب ہونے سے قبل ہی نکالی جائے تو یہ مندرجہ ذیل شرعی دلائل کی وجہ سے جائز ہے۔

البیہقی نے السنن الکبری میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ، "عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوۃ کی ادائیگی کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دی"۔۔۔ اور الدار قطنی نے اپنے سنن میں حجر العدوی علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ: رسول اللہ ﷺ نے عمر سے فرمایا، إِنَّا قَدْ أَخَذْنَا مِنَ الْعَبَّاسِ زَكَاةَ الْعَامِ عَامِ الْأَوَّلِ" ہم عباس سے سال کی زکوۃ سال کے شروع میں ہی لے چکے ہیں"۔ اس بنا پر زکوۃ کے واجب ہونے سے پہلے ہی ادا کرنا جائز ہے، پہلے ہی جو زکوۃ ادا کی گئی وہی زکوۃ ہو گی اس صدقہ نہیں کہا جائے گا۔

2۔ زکوۃ میں جلدی کا یہ مطلب ہے کہ سال گزرنے سے پہلے ہی زکوۃ ادا کی جائے، چنانچہ محرم میں نصاب مکمل ہو گیا تو اس سال کا اختتام اگلے سال کا محرم ہی ہو گا اور تب زکوۃ واجب ہو گی، مگر زکوۃ کی ادائیگی میں جلدی جائز ہے۔ مثال کے طور پر رمضان میں ہی زکوۃ ادا کر دی یعنی مقررہ وقت سے تقریباً چار مہینے پہلے۔۔۔ تاہم اس کی کیفیت کے حوالے سے فقہاء کے درمیان اختلاف ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

ابن قدامۃ نے المغنی میں نصاب پر سال گزرنے سے پہلے زکوۃ کی ادائیگی کو جائز قرار دیا ہے اور اس کو جائز نہ سمجھنے والوں کو جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ " ہماری دلیل ترمذی میں علی کی روایت ہے " رسول اللہ ﷺ نے عمر سے فرمایا کہ " ہم نے عباس کی زکوۃ سال کے شروع میں ہی لی ہے"۔ دوسری روایت میں ہے کہ " ہم نے عباس کی اس سال کی زکوۃ لینے میں جلدی کی تھی اور سال کے شروع میں ہی لی تھی"۔ اس کو سعید نے عطا سے اور ابن ابی ملیکہ اور الحسن بن مسلم نے رسول اللہ ﷺ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ مگر ابن قدامہ سمجھتے ہیں کہ جلد زکوۃ صرف ان اموال کی ادا کی جا سکتی ہے جن کا نصاب ہے چنانچہ کہتے ہیں کہ: " اگر نصاب کا مالک بن جائے اور اس کی زکوۃ ادا کرنے میں جلدی کرے اس سے حاصل ہونے والے منافع کی زکوۃ بھی ادا کرے تو اس کے نصاب کے لیے تو کافی ہے زیادہ کے لیے نہیں۔" مزید کہتے ہیں کہ "ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ اس کے لیے بھی کافی ہے کیونکہ وہ اسی کا تابع ہے جس کا وہ مالک ہے۔۔۔"۔ حنابلہ سمجھتے ہیں کہ جو مال سامنے موجود ہے اس کی زکوۃ میں جلدی جائز ہے بشرطیکہ وہ نصاب سے زیادہ ہو اور اس مال سے پیدا ہونے والے اضافے سے جائز نہیں۔ جیسے وہ منافع جو سال پورا ہونے کے لیے باقی مدت کے دوران حاصل ہوں۔۔۔ مگر ابو حنیفہ اس سب کی زکوۃ میں جلدی کو جائز قرار دیتے ہیں۔

میں ان دونوں میں سے کسی رائے کی تبنی کرنا نہیں چاہتا۔ آپ ان دو آراء میں سے جس سے مطمئن ہوں اس کو اختیار کریں۔ مثال کے طور پر آپ اس سال کے محرم میں صاحب نصاب بن جائیں اور جلدی ہی آنے والے رمضان میں زکوۃ ادا کرنا چاہیں اور آنے والے محرم تک سال کے گزرنے کا انتظار نہ کریں تو آپ یہ کر سکتے ہیں:

یا تو آپ رمضان میں اپنے پاس موجود مال کی زکوۃ ادا کریں اگر وہ مال نصاب کے برابر ہو، محرم میں سال مکمل ہونے پر اس مال سے حاصل ہونے والے منافع کا حساب کریں جس کی زکوۃ آپ نے جلدی ادا کی تھی

جیسے کہ اس سے حاصل ہونے والے منافع وغیرہ اور اس مزید مال کی زکوۃ ادا کریں۔

مثال کے طور پر آپ نے رمضان میں جس مال کی زکوۃ ادا کی تھی وہ 10000 تھی اور اس کے بعد محرم میں سال مکمل ہونے تک مزید 5000 منافع آئے تو اس مزید 5000 کی زکوۃ سال کے مکمل ہونے پر ادا کریں گے۔

یا پھر رمضان میں آپ مال کا حساب لگائیں گے اور محرم میں سال کے ختم ہونے تک حاصل ہونے والے منافع کا اندازہ لگائیں گے جس کا مجموعہ مثلاً 18000 اور اس کی زکوۃ ادا کریں گے، اگر سال کے آخر تک مزید 2000 منافع ملیں گے تو ان کو ملا کر 20000 کی زکوۃ ادا کریں گے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تمہاری زکوۃ کو قبول کرے اور اس کو اس دن تمہاری شفاعت کا ذریعہ بنائے جس دن مال واولاد کوئی فائدہ نہیں دیتے سوائے قلب سلیم کے۔

دوسری بات: زکوۃ اور نماز کے لیے وقت کا موضوع:

وقت نماز کے لیے سبب ہے اور سبب وہ ہے جس کے وجود سے وجود اور عدم سے عدم لازم ہو، اسی لیے حکم وجود اور عدم کے لحاظ سے اس کے گرد گھومتا ہے، وقت کے داخل ہونے سے قبل نماز درست نہیں نہ ہی وقت نکلنے کے بعد بھی۔ مثال کے طور پر رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز کی نسبت فرمایا جیسا کہ الطبرانی نے الکبیر میں خباب سے روایت کی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب سورج زوال پذیر ہو تو نماز پڑھو" اور البیھقی نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کے اوقات والی حدیث میں ظہر کی نماز کے بارے میں فرمایا جیسا کہ مسلم نے عبد اللہبن عمرو سے روایت کی ہے کہ "ظہر کا وقت تب شروع ہوتا ہے جب سورج کا زوال شروع ہو جب آدمی کا سایہ اس کے برابر ہوتا ہے اور عصر تک ہے"۔ یہ اسباب ہیں اس لیے سبب کی غیر موجودگی میں نماز درست نہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا کہ ظہر کی نماز زوال سے قبل اور وقت نکلنے کے بعد نہیں ہوگی۔۔۔

جبکہ زکوۃ کے لیے سال کا گزرنا سبب نہیں سبب میں شرط ہے اس لیے شرط کا نہ پایا جانا سبب کے نہ ہونے سے مختلف ہے خاص کر جب زکوۃ کی جلدی ادائیگی کے لیے نص بھی موجود ہے۔

زکوۃ میں نصاب سبب ہے اس لیے نصاب کے مالک ہونے سے قبل کوئی فرض زکوۃ نہیں بلکہ جو بھی دیا جائے وہ نفل صدقہ ہے۔ نماز کے وقت اور زکوۃ کے نصاب میں سال گزرنے کے درمیان یہی فرق ہے۔

انشاء اللہ یہی کافی ہے۔

آپ کا بھائی عطاء بن خلیل ابو الرشتہ

7 ذی الحجۃ 1437 ہجری / 9 ستمبر 2016

بقیہ صفحہ 35 سے

جرمن اخبار کے مطابق، "ہنری کسنجر کے مشورے پر" ٹرمپ روس پر سے معاشی پابندیاں ہٹانے کا ارادہ رکھتا ہے، اور اس کا اشارہ "یورپ کے متعلقہ شعبوں کی درخواست پر کیے گئے تجزیے" سے بھی ہوتا ہے جس کی بنیاد ٹرمپ کی عارضی ٹیم کے ذریعہ حاصل معلومات تھیں۔

ان ساری چیزوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ روس اور چین کے متعلق ایک موثر پالیسی کا نفاذ کر رہا ہے۔ اور اس کا مرکزی مقصد چین کے معاملے میں روس کی خدمات حاصل کرنے کے لیے اس کو آمادہ کرنا ہے۔ اس کی ابتداء اوباما انتظامیہ نے روس پر دباؤ ڈال کر کی ہے، اور اگلا منصوبہ ٹرمپ کا اس سے سودے بازی کرنے کا ہے۔ امریکہ روس پر دباؤ سے اس کے رد عمل کی ضرورت کے متعلق بالکل مشتبہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کو چین کے خلاف رکھنے کی جلدی میں ہے۔

چہارم: اس طرح سے بڑے ممالک مقابلہ آرائی کرتے ہیں اور کمزور ان کے مفاد کی پیروی کرتے ہیں بس ان ممالک کے درمیان مختلف اثر و رسوخ کے مطابق تفاوت رہتا ہے، بس ان کا مشترک نسب نما (denominator) وہ یہ مصائب اور برائیاں ہوتی ہیں جو کہ دنیا میں پھیلی نظر آتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو چیز تکلیف کا باعث ہے وہ یہ کہ اسلام کی کوئی ریاست نہیں جو حالات کو قابو اور دنیا کو دوبارہ ہوش میں لائے اور اپنے سرزمین پر خیر پھیلائے بلکہ نہ صرف اسلامی سرزمین پر بلکہ اس کے آس پاس بھی۔ لیکن اسلام کے پاس ایسے افراد ہیں جو یہ کر سکتے ہیں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۖ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

"مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا۔ تو ان میں بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہوگئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور اُنہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا" (الاحزاب: 23)

یہ لوگ وہ ہوں گے جو کہ دولت اسلامیہ یعنی خلافت راشدہ کو دوبارہ قائم کریں گے، انشاء اللہ، جو کہ دنیا کا توازن بھلائی کی طرف پلٹ دے گی۔

انَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

"اللہ اپنے کام کو (جو وہ کرنا چاہتا ہے) پورا کر دیتا ہے۔ اللہ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کر رکھا ہے" (الطلاق: 3)

7 ربیع الثانی 1438 ہجری

05 جنوری 2017

سوال وجواب: "لا" کو فعل "زال" سے جوڑنا

سوال:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ایڈمن پیج پر یہ ایک مشاہدہ ہے کہ لفظ "لازال" (جس کا مفہوم ہوتا ہے 'اب بھی') صیغہ حال میں نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کو صیغہ ماضی میں استعمال کرنے سے اس کے معنی ہو جاتے ہیں " کبھی فنا نہ ہونے کے لئے ایک دعا" اور یہ ایک عام طور پر کی جانے والی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ "مازال" صیغہ حال میں جس کا مفہوم ہو جاتا ہے "اب بھی باقی"۔ مجھے توقع ہے کہ آپ میری اس تنقید کو تسلیم کریں گے۔

اللہ آپ کی کوششوں کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور آپ کو حفظ وامان میں رکھے۔ اللہ ہمارے شیخ ورہنما کی حفاظت کرے۔ اللہ ان کو طاقت اور فتح اور نصرت عطا فرمائے۔

تامر الحاج محمد کی جانب سے

ختم شد

جواب:

میں نے "لا" کو فعل "زال" سے جوڑنے کے تعلق سے آپ کا مشاہدہ پڑھا۔ آپ نے فرمایہ کہ انکاریہ "لا" صیغہ ماضی سے نہیں جوڑا جاتا جب تک کہ وہ دعا کی صورت میں نہ ہو۔

سب سے پہلے یہ بہت اچھی بات ہے کہ شاب زبان کی اتنی فکر رکھتے ہیں۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی کو بھی موضوع کی تمام تفصیلات کا دھیان رکھنا چاہئے۔ آپ کے مشاہدے کے جواب میں:

1: فعل "زال" اور اس کی صیغہ حال کی شکل "یزال" دوسرے اور صیغہ ماضی کے افعال سے مختلف ہے۔ اگر "لا" انکاریہ صیغہ ماضی کے "زال" سے جوڑا جائے تو وہ وہی معنی دیتا ہے جیسا کہ جب وہ صیغہ حال کے فعل "یزال" سے جڑ کر دیتا ہے۔ یعنی کہ فاعل "لا" انکاریہ سے اضافی صیغہ ماضی کا فعل نہیں ہو جاتا بلکہ یہ ایسا ہی ہے جیسے وہ صیغہ حال کے فعل سے جوڑا گیا ہو۔ اس لئے اگر آپ کہتے ہیں "لا زال" (اب بھی ہے) فلاں فلاں "جالیساً" (بیٹھا ہے) تو صیغہ ماضی کے معنی بدل کر صیغہ حال کے ہو جاتے ہیں اور یہ وہی مفہوم دے گا جیسا کہ یہ کہنا "لایزال (اب بھی جاری) فلاں جالیساً (بیٹھا ہے)۔ فعل "زال" کی یہ صورت و ہیئت جب وہ "لا" انکاریہ سے جوڑا جائے دوسرے صیغہ ماضی کے افعال میں نہیں پائی جاتی۔ میں نے یہی بات "زال-یزال" کی بحث میں دہرائی ہے۔ اس لئے "لا" انکاریہ دعا کے مقصد سے یا کسی اور مقصد سے قدرتی طور پر فعل سے جوڑا جاتا ہے۔

(ا) دعا میں اس کی مثال یوں ہے کہ جب اپنے دوست سے کہتے ہیں "لازلتا بخیر" (میں دعا کرتا ہوں کہ آپ خیرت سے ہوں)۔

(ب) جہاں تک اس کے دعا کے علاوہ استعمال ہونے کا سوال ہے تو یہ ایک حدیث کی مثال سے ظاہر ہے: ابو بکر الفریابی (انتقال 301 ہجری) نے اپنی کتاب 'القدر' میں یہ اقتباس لیا ہے۔ یہ حدیث نافی نے حضرت عمر سے لی ہے جس میں کہا گیا ہے: وہ کہتے ہیں کہ امّ سلمہ نے کہا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا زَالَ يُصِيبُكَ فِي كُلِّ عَامٍ وَجَعٌ مِنْ تِلْكَ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ الَّتِي أَكَلْتَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «مَا أَصَابَنِي شَيْءٌ مِنْهَا إِلَّا وَهُوَ مَكْتُوبٌ عَلَيَّ وَآدَمُ فِي طِينَتِهِ» "یارسول اللہ کیا زہریلے میمنہ کا گوشت کھانے کے بعد اب بھی اس کا درد محسوس ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ نے فرمایا جو کچھ اس کے کھانے کے بعد مجھ پر گزری وہ تو حضرت آدم کی تخلیق سے پہلے ہی لکھی جاچکی تھی"۔ اب یہاں یہ واضع ہو جاتا ہے کہ لفظ "لازال" دعا کے طور پر استعمال نہیں کیا گیا ہے۔

2: یہاں اس بات کا ذکر کرنا اہم اور ضروری ہو جاتا ہے کہ خبریہ طور پر "لازال" ہمیشہ اپنے اسم سے اس کی صورت حال کے مطابق الحاق کرتا ہے چاہیں یہ تعلق طویل ہو یا قلیل ہو: ابن ملک (انتقال 672 ہجری) اپنی ہزار وضاحتوں کی کتاب (شرح الفیات ابن ملک) میں احمد الحزمی فرماتے ہیں "لفظ 'زال' اور اس کی شاخوں کا مفہوم اس کی صفت سے تعلق کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کو وہ صفت بیان کر رہی ہو اگر وہ مناسب ہو۔ زبان کے ماہرین متفق ہیں 'زال، باریہ، فاطی اور انفاک' کا ایک ہی مفہوم ہوتا ہے۔ وہ نشاندہی کرتے ہیں کہ ان کا تعلق اس صفت سے ہوتا ہے جس کو وہ بیان کرتا ہے۔ صفت ایک خبر ہوتی ہے اور موصوف یعنی جو وہ بیان کرتا ہے اسم ہوتا ہے لیکن یہ تعلق جملے پر منحصر ہوتا ہے۔ "لازال (اب بھی ہے) زید عالماً (علم رکھنا) اس کا مطلب یہ ہوا کہ شروع میں اس کے علم کا بیان اس کے ساتھ رہتا ہے چونکہ اس نے اپنے مرنے تک علم حاصل کیا۔ "لا زال" (اب بھی ہے) زید قیاماً (نماز میں کھڑا ہے) یہ کسی وقت پر جاکر رک جائے گا۔ "لازال" (اب بھی ہے) زید صائماً" (روزے سے ہے) روزے کے وقفے کے دوران، لیکن جب مغرب ہوگی تو روزے کا وقت ختم ہو جائے گا"۔ قول اختتام پزیر ہوا۔۔۔

جیسا کے آپ دیکھتے ہیں کہ زبان کے ماہرین "لازال" کا استعمال دعا اور دعا کے علاوہ دوسرے معاملوں میں قدرتی طور پر کرتے ہیں۔

3)دوسرے صیغہ ءماضی کے افعال:

(ا) 'لا' کثرت سے دعا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ آپ دشمن کے خلاف دعا کر کے کہتے ہیں: "لا نصرت لہ "(اس کو فتح نصیب نہ ہو)۔

(ب) صیغہ ماضی کے ساتھ انکاریہ مفہوم لینے کے لئے "لا" کا استعمال شاذ و نادر ہی کیا جاتا ہے۔ یہ خیال کرتے ہوئے کہ فعل تو پہلے ہی ہو چکا ہوگا اس لئے انکار کی کوئی ضرورت نہیں، اس معاملے میں فعل "زال" سے مختلف ہو جاتا ہے کیوں کہ جب "لا" "زال" سے جوڑا جاتا ہے تو وہ صیغہ ماضی کو صیغہ حال میں بدل دیتا ہے اور نئے معنی "اب بھی جاری کے ہو جاتے ہیں "لیکن دوسرے صیغہ ماضی کے افعال صیغہ ماضی میں ہی رہتے ہیں جب ان سے "لا" جوڑا جاتا ہے۔ اس لئے ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ وہ "لا" کے ساتھ انکاریہ طور پر استعمال کیے جائیں۔ بہر حال "لا" کا استعمال انکاریہ طور پر صیغہ ماضی کے افعال کے ساتھ بہت خاص حالات میں ہوتا ہے۔ اس میں یہ طریقے شامل ہیں۔

- فعل کا انکار کے طور پر استعمال ہوتا ہے اگر فعل کو دہرایا جائے۔ مثال کے طور پر (فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّى) "اس نے نہ صدقہ دیا نہ نماز پڑھی" (سورۃ قیامہ:31)۔

- یہ انکار اور تحدید (حوصلہ افزائی یاد رخواست) کے بیچ بدل جاتا ہے۔ اس سے پہلے 'فا' آتا ہے اور فعل کو دہرایا نہیں جاتا اور اس میں ایک قرینہ موجود ہوتا ہے۔ جیسے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ "لیکن وہ کٹھن گھاٹی سے نہیں گزرا ہے" (سورۃ البلد: 11) اس کا مطلب ہے وہ کٹھن گھاٹی سے نہیں گزرا ہے 'اسی انکاریہ مطلب کو زمخشری (انتقال 538 ہجری) نے "الکشاف" میں بیان کیا ہے اور زور دے کر دہرانے کے معنی میں لیا، اس لئے انہوں نے کہا: "اگر میں کہتا ہوں کہ یہ بہت شاذ و نادر ہے کہ "لا" صیغہ ماضی کے فعل سے جوڑا جاتا ہے سوائے جب اس کو دہرایا جائے تو ایسا کیوں ہے کہ یہ بہت سی فصیح تقاریر میں کیوں نہیں دہرایا جاتا۔ میں نے کہا: یہ معنی میں دہرایا گیا ہے کیوں کہ ف فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ کے معنی ہیں "لیکن اس نے کٹھن گھاٹی نہیں پار کی ہے" (البلد: 11) یعنی اس نے ایک غلام آزاد نہیں کیا اور ایک مسکین کو کھانا نہیں کھلایا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ انھوں نے کٹھن گھاٹی سے گزرنے کو اس طرح واضع کیا ہے۔

اللبیب عبد اللہ بن یوسف "ابن حشام" (انتقال 761 ہجری) کے ذریعہ مغنی میں اس کا ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ اس کا کہنا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ "لیکن اس نے دشوار گزار گھاٹی پار نہیں کی ہے" (البلد: 11) اس میں 'لا' کے معنی کو دہرایا گیا ہے کیوں کہ معنی یہی ہیں کہ اس نے غلام آزاد نہیں کیا اور مسکین کو کھانا نہیں کھلایا۔ الْعَقَبَةَ کی یہ تفسیر از مخشری کی مہّیا کی ہوئی ہے۔"

تحدید (ہمت افزائی یادرخواست) کے لئے:

الکسائی (انتقال 189 ہجری) کی کتاب معنی القران میں سورہ القیامہ میں صفحہ نمبر 248 میں " اللہ کا قول فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ اور اس نے دشوار گھاٹی پار نہیں کی ہے (البلد: 11) میں اس کے معنی اس نے دشوار گھاٹی پار نہیں کی یعنی کیا اسے دشوار گھاٹی پار نہیں کرنا چاہئے تھی، اس لئے اس نے استحفامیہ الف ہٹا دیا تاکہ وہ سوال کے معنی میں آجائے۔"

ابو محمد سہیل التستوری (انتقال 283 ہجری) کی تفسیر میں: اللہ کا قول' فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ' لیکن اس نے دشوار گھاٹی کو پار نہیں کیا ہے (البلد: 11) کا مطلب کیا اسے صراط کو پار نہیں کر لینا چاہئے جب کہ العقبہ کو پار کرنا زیادہ آسان ہے۔"

یہی مضمون الطبری ابن کثیر کی تفسیر میں ہے یعنی 'حل' (کیا اسے نہیں چاہئے تھا)۔ القرطبی نے اپنی تفسیر میں دونوں معنوں کا ذکر کیا ہے جس کا مطلب ہے 'لم' یعنی نہیں اور 'حل' (کیا اسے نہیں چاہئے تھا)۔

نتیجہ آخر۔۔

1) 'لا' قدرتی طور پر "زال یزال" کے ساتھ دعا کے لئے یا ویسے بھی جوڑا جاتا ہے۔

2) ایسا شاذ و نادر ہا ہے کہ "لا" کو صیغہ ماضی کے فعل کے ساتھ جوڑا جائے کیونکہ فعل پہلے ہی ہو چکا ہوتا ہے۔ (صیغہ ماضی میں) اس لئے اس کے انکار کے کوئ معنی نہیں۔

3) بہر حال مخصوص حالات میں "لا" صیغہ ماضی کے فعل سے جوڑا جاتا ہے۔ بشمول اگر فعل کو دہرایا جاتا ہے اور اگر اس سے پہلے "فا" آتا ہے۔

4) اس لئے جو کچھ ایڈمن میں لکھا ہے "تصادم چل رہا ہے (لازال قائماً) ترکی میں " صحیح ہے۔

یہ اس موضوع پر میرا علم ہے اور ہر علم رکھنے والے کے اوپر اس سے زیادہ علم رکھنے والا موجود ہوتا ہے۔

آپ کا بھائی

عطاء بن خلیل ابو الرشتۃ

19 ذی الحجہ 1437 ہجری

21 ستمبر 2016

سوال وجواب: روس وچین کے متعلق امریکہ کی اصل پالیسی

سوال:

امریکی صدر اوباما نے اپنی رخصتی سے تین ہفتہ قبل 29 دسمبر 2016 کو روس پر بہت سخت پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا، جس میں امریکہ سے 35 روسی سفیروں کا اخراج، جاسوسی کرنے کے بہانے متعدد سفارتی مشنز اور میری لینڈ اور نیو یارک میں روسی سفارتی احاطوں کو بند کرنا شامل ہے۔ تناؤ میں اس اضافے کو روس کے امریکی صدارتی انتخابات کی سائبر ہیکنگ (cyber hacking) کے امریکی الزامات کے تناظر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ کیا اس کے لیے یہ سارے اقدامات ضروری ہیں؟ یا شام میں روس کے کردار میں تبدیلی آنے کی وجہ سے ان اقدامات کو کرنا ضروری ہو گیا ہے؟ یا پھر اس کی دوسری وجوہات ہیں خاص طور سے جبکہ ٹرمپ روس سے رشتوں کو بہتر بنانے کی فکر میں ہے جبکہ اوباما اس کو بدتر بنا رہا ہے!

اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔۔۔

جواب:

واضح جواب کے حصول کی خاطر ہمیں حالات کی حقیقت کے ادراک کی ضرورت ہے پھر ہم آپ کے سوالات کا جائزہ لیں گے:

اوّلاً: جہاں تک اصل معاملات کا سوال ہے تو یہ سچ ہے کہ موجودہ امریکی (اوبامہ) انتظامیہ امریکہ روس تعلقات کو بدتر بنا رہی ہے۔ روس نے معاملے کو جلد ہی بھانپ لیا اور کریملن (Kremlin) ترجمان پیسکوو (Peskov) نے فوری جواب دیتے ہوئے کہا کہ روس نے امریکی پابندیوں کے عائد کرنے پر "مناسب جوابی کاروائی" کرنے کا عہد کیا ہے اور امریکی صدارتی انتخابات میں مداخلت کے 'بے بنیاد' الزامات لگا کر اس نے امریکہ پر رشتوں کو ختم کرنے کا الزام بھی لگایا۔ امریکہ ، امریکہ - روس تعلقات کو "یقینی طور پر تباہ کرنے کے درپے ہے جو کہ پہلے ہی کافی پست ہو چکے ہیں"، مزید اس نے کہا کہ روس اس معاملے میں مناسب طریقے سے رد عمل دے گا (Russia Today, French Channel، 29 دسمبر 2016)۔

تعلقات کو خراب کرنے کے لیے امریکہ نے درج ذیل اقدامات کیے:

> **اوباما کے ذریعے عائد کی گئیں امریکی پابندیوں کے جواب میں روسی صدر نے کہا کہ اس کے خلاف عائد کی گئیں امریکی پابندیوں کا جواب دینے کا حق اس نے محفوظ کر رکھا ہے، لیکن وہ موجودہ امریکی انتظامیہ کی حد تک نہیں گرے گا**

1۔ امریکی صدر باراک اوباما نے 15 دسمبر 2016 کو بیان دیا کہ امریکہ امریکی انتخابات پر اثر انداز ہونے کی روسی ہیکنگ کا مناسب جواب دے گا۔ اوباما نے NPR ریڈیو کو واضح کرتے ہوئے بتایا: "میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کوئی بیرونی حکومت ہمارے انتخابات کی سالمیت پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتی ہے۔۔۔ ہمیں ضروری کاروائی کرنی پڑے گی"۔ مزید کہا کہ، "اور اس کا جواب ہم خود منتخب کئے گئے وقت اور جگہ پر دیں گے"۔ امریکی صدر نے آگے کہا کہ "بعض جواب ظاہر اور عیاں ہو سکتے ہیں اور بعض نہیں" (NPR, France 24، 16 دسمبر 2016)۔ امریکی انتظامیہ کا جواب اوباما کے ذریعہ اعلان کی گئی پابندیوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔

2۔ امریکی صدر اوباما نے روس پر طنز کرتے ہوئے اس کو ایک "چھوٹے ملک" کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ، "وہ چھوٹا ہے اور کمزور ہے، ان کی معیشت کوئی بھی قابل قدر اشیاء پیدا نہیں کرتی سوائے تیل، گیس اور اسلحے کے اور وہ ترقی یافتہ نہیں ہے (Russia Today، 17 دسمبر 2016)۔

3۔ رائٹرز نیوز ایجنسی کے مطابق امریکی دفتر خزانہ نے روس کے کریمیا کو قبضے میں لینے اور یوکرین میں ہو رہے تنازعہ پر احتجاج ظاہر کرتے ہوئے 20 دسمبر 2016 کو روس کی سات کاروباری شخصیات اور آٹھ کمپنیوں پر نئی پابندیاں عائد کرنے کا اعلان کیا۔۔۔ یہ پابندیاں سات لوگوں پر لگی ہیں، اور اس میں روسی بینک کی کئی شخصیات شامل ہیں جو کہ روسی حکام سے بہت قریب ہیں، اور ان کے علاوہ ماسکو کے قبضہ شدہ کریمیا کی چار تعمیراتی کمپنیاں بھی شامل ہیں۔ امریکی انتظامیہ نے کہا کہ یہ قدم "روس کے کریمیا پر قبضے کو مسترد کرتا ہے اور جزیرہ نما کے الحاق کی کوششوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے" (dotmsr.com، 20 دسمبر 2016)۔

4۔ امریکہ اسٹار وارس (Star Wars) کے پروگرام کی طرز پر روس کے نیوکلیئر اسلحے کے مسلسل فروغ کا جواب دے رہا ہے، اور اس ڈھانچے کے تحت خلاء کی

عسکریت کاری (militarization) کرنے کی خاطر امریکی قوانین میں ترمیم کی گئی ہے۔"اس کی نشاندہی کی جانی ضروری ہے کہ توثیقی مرحلے پر امریکی کانگریس نے اس بل میں دو اہم ترمیمات شامل کیں،پہلی تو امریکی میزائل شیلڈ (missile shield) کی محدود تعیناتی کو ختم کرتی ہے، جبکہ دوسری اس نظام میں نئے اجزاء کے ڈیزائن پر ہونے والے کام کی شروعات کی متقاضی ہے تاکہ مستقبل میں اس کی تعیناتی خلاء میں کی جا سکے۔ امریکی اخبار Los Angeles Timesنے رپورٹ کیا کہ ترامیم کو متعارف کرنے والے ٹرینٹ فرینکس، ری پبلکن پارٹی کے کانگریسی اور ایک بہت ہی سینئر رکن، نے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ "دفاعی حکمت عملی کی ابتداء" کے پروگرام پر منحصر ہے جو کہ صدر رونالڈ ریگن نے 1983 میں چلایا تھااور جس کو "اسٹار وارس" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے (Dar News Website،24 دسمبر 2016)اور یہ سب روس سے تناؤ میں اضافہ کرنے کا موجب بنا ہے۔

5۔ امریکی ایوان نمائندگان نے 2 دسمبر 2016 بروز جمعہ ایک بل منظور کیا جس کے تحت 2017 میں 3.4 ارب ڈالر امریکی دفتر دفاع کو دینا طے پایا تاکہ اس سے " روس کو روکا جا سکے"۔ اس کی تائید ایوان نمائندگان کے 390 اراکین نے کی، اور صرف 30 نے مخالفت کی۔ امریکہ کے سیکریٹری دفاع، ایشٹن کارٹر نے دفاعی اخراجات کے بل کو کانگریس میں پیش کرتے ہوئے اعلان کیا کہ " امریکہ روس کی جارحیت کے مدنظر یورپ میں نیٹو حلیفوں سے اپنی پوزیشن کو مضبوط کر رہا ہے"(Russian Sputnik Agency،3 دسمبر 2016)۔

6۔ مزید براں، امریکہ نے شامی بحران کو حل کرنے میں روس کے درجے کو پست کر دیا ہے، اور کیری-لاوروف جوڑے کو روس-ترکی جوڑے سے تبدیل کر دیا ہے، جس کی ماسکو نے بہت خوشیاں منائیں تھی کیونکہ وہ اس کو روس کی کھوئی ہوئی عظمت کی بحالی کے نشان کے طور پر دیکھتا تھا۔ امریکہ حالانکہ ہمیشہ سے شام میں روس-ترک کوششوں کا حمایتی رہا ہے اوراس دوران ان سے مسلسل رابطہ قائم رکھا ہے تاکہ شام میں مختلف پارٹیوں کے منصوبوں کو نافذ کیا جاسکے لیکن روس-امریکی ڈھانچے کے بجائے روس-ترکی ڈھانچے نے روس کے رتبے کو بین الاقوامی کھلاڑی کے طور پر پست کر دیا ہے اور اس کو ترکی جیسے عام معیار کے ملک کے مساوی بنا دیا ہے اور اس کا اثر امریکہ کے روس پر

> روس اپنی سیاسی بصیرت و علم کے فقدان کی وجہ سے یہ سوچتا ہے کہ نئے صدر ٹرمپ اپنے پیش رو اوباما سے کچھ مختلف ہوں گے اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ کسی بھی صدر یا پارٹی کی قیادت مستقل حکومتی ادارے کرتے ہیں

بنائے گئے دباؤ کے سیاق وسباق میں دیکھا جاسکتا ہے۔

7۔ معاملات کی اس شدّت نے روس کو واقعتاً خوف زدہ کر دیا۔ اوباما کے ذریعے عائد کی گئیں امریکی پابندیوں کے جواب میں روسی صدر نے کہا کہ اس کے خلاف عائد کی گئیں امریکی پابندیوں کا جواب دینے کا حق اس نے محفوظ کر رکھا ہے، لیکن وہ موجودہ امریکی انتظامیہ کی حد تک نہیں گرے گا اور سفارت کاروں کو نشانہ نہیں بنائے گا۔ اس نے اضافی طور پر کہا" ہم امریکی سفارت کاروں کے لیے مسائل نہیں کھڑے کریں گے، اور کسی کو خارج نہیں کریں گے، اور ہم ان کے خاندان کے افراد اور ان کے بچّوں کو نئے سال کی چھٹی میں تفریح کی جگہوں پر جانے سے بھی نہیں روکیں گے۔اس سے بڑھ کر ہم روس میں امریکی سفارت کاروں کے بچّوں کو کریملن میں نئے سال کا جشن منانے کی دعوت دیتے ہیں"(30 دسمبر 2016،Russia Today)۔ماسکو کا معیاری ردعمل یعنی برابری کے جواب سے انحراف دو چیزوں کی طرف اشارہ کرتا ہے:

پہلا: ماسکو واشنگٹن کے ساتھ بحران کے نتائج سے سخت کوفزدہ ہے

دوسرا: ماسکو ٹرمپ انتظامیہ کی تاج پوشی کے انتظار میں ہے جو کہ ماسکو کے موافق دونوں ممالک کے تعلقات کو ہموار کرنے کا ضامن بنے گا۔ اور روس اپنی سیاسی بصیرت و علم کے فقدان کی وجہ سے یہ سوچتا ہے کہ نئے صدر ٹرمپ اپنے پیش رو اوباما سے روس کے متعلق کچھ مختلف ہوں گے اس بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ کسی بھی صدر یا پارٹی کی قیادت مستقل حکومتی ادارے کرتے ہیں، تاکہ وہ اپنے ملک کی خارجہ پالیسی کے نفاذ کی طرف گامزن ہو سکے، اور اوباما اور ٹرمپ میں فرق جو بھی واقع ہو اس کا مقصد صرف اپنے ملک کی طے شدہ پالیسی کا نفاذ ہو گا۔

دوئم: اوپر اٹھائے گئے سوالات کا جائزہ:

1۔ روس کے خلاف اوباما انتظامیہ کی طرف سے عائد کی گئیں پابندیاں شام میں بین الاقوامی مشن کو نافذ کرنے کے لیے روس کے کردار کے استحکام کی یقین دہانی ہے اور اس کام کو روس بخوبی انجام دے رہا ہے۔ امریکہ نے روس کو شام میں اس حد تک ملوث کیا ہے کہ اب اس کا وہاں کی دلدل سے نکل پانا ناممکن ہے اور جب

امریکہ کو مکرّر یقین دہانی ہوگئی تو اس نے شام میں روس کے معیار کے مطابق امریکی حکومت کو رفیق بنانے کے بجائے اُس کو اِس مرتبے سے گرا کر اس کو ترکی کی ایجنٹ حکومت کا رفیق بنادیا۔ اس لیے روس سے امریکی تعلقات کی بگاڑ کی شدّت اور اس پر ڈالے جارہے دباؤ کا شام کے مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

روس شام میں ثابت قدمی سے امریکی مفادات کی خدمات انجام دے رہا ہے اور اس بارے میں امریکہ کو بالکل شک نہیں ہے، بلکہ شام میں روس کی پالیسی امریکہ، ایران اور اس کے حمائتی، شامی حکومت، ترکی اور اس سے منسلک مخالف گروہوں کی پیروی کرنے پر مجبور ہوگئی ہے اور وہ اپنی پالیسی کو اپنانے سے قاصر ہے، اس لیے نہ تو وہ شام سے پسپائی اختیار کر پارہا ہے اور اس لیے وہ لتاکیا اور تارتوز (شام کے شہر) میں اپنے جنگی اڈوں کو قائم اور توسیع دے رہا ہے، اور نہ ہی وہ تیار شدہ زمینی افواج کے فقدان کی وجہ سے وہاں جنگ کی رفتار کو کنٹرول کر پارہا ہے۔ ان سب کی وجہ سے شام میں روس کا کردار مستحکم ہو گیا ہے اور امریکی پالیسی، اس کے پیروکاروں اور شامی بحران کے حصّہ داروں سے وہ بندھ چکا ہے۔ **اس لیے تعلقات میں یہ تناؤ روس کے اپنے کردار سے دستبرادی کی وجہ سے نہیں ہوا ہے جسے امریکہ نے اس کے لیے تیار کیا ہے کیونکہ روس نے اس کردار کو چھوڑا ہی نہیں ہے۔**

2۔ یہ بات ہمیں دماغ سے خارج کر دینی چاہیے کہ صدر اوباما کا معاشی پابندیاں عائد کرنا اس وجہ سے تھا کہ انتخابات میں الیکٹرونک ہیکنگ کا معاملہ ہوا تھا جس کی وجہ سے ڈیموکریٹک پارٹی کی صدارت کے لیے امیدوار ہلیری کلنٹن کو ہار کا سامنا کرنا پڑا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو اوباما انتظامیہ، الیکٹورل کالج کی ٹرمپ کو 19 دسمبر 2016 کو امریکہ کے صدر کے طور پر سند دینے سے پہلے ہی معاشی پابندیاں عائد کرنے کے لیے متحرک ہو جاتی۔ بہر حال اب منتخب صدر کی کامیابی کے بعد اور آئینی اداروں کی توثیق کے بعد اس کیس کو کھولنا انتخابات اور نئے صدر کے اعتبار پر سوالیہ نشان لگانے کے مترادف ہے جس میں امریکی انتظامیہ بالکل ملوث نہیں ہوگی۔

اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ کچھ ایسے حالات پیش آگئے تھے جو انتخابات کے نتائج سے قبل پابندیاں عائد کرنے میں مانع تھے تب بھی بڑے ممالک کی سیاسی سمجھ کی ضروریات اس بات کو گوارا نہیں کرتیں، اگر صدارت کے نتائج کی توثیق سے قبل وہ نتائج کے اعلان کرنے پر مجبور نہ ہوں، تو وہ ہیکنگ کے علاوہ دوسرے بہانے تلاش کریں گے تاکہ نئے صدر کے کامیاب انتخاب پر شک و شبہ نہ ظاہر کیا جائے اور **چونکہ روس کی جانب سے انتخابات میں مداخلت کے بہانے نئے صدر کے انتخاب کے بعد معاشی پابندیاں عائد کی گئیں اس لیے یہ اس کی اصل وجہ نہیں ہے۔**

روس کو یہ توقع تھی کہ شام میں امریکہ کی تائید و تعاون امریکہ کی مکمل خوشنودی حاصل کرنے کا باعث بنے۔ روس بین الاقوامی سطح پر امریکہ سے اور زیادہ تعاون کا طلب گار تھا اور اس سے روس کی سیاسی کمزوری اور زیادہ عیاں ہوتی ہے

3۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ روس کے نیوکلیائی ہتھیاروں اور میزائلوں کی تیاری امریکی دباؤ کی وجہ بنا ہے۔ روسی صدر نے دفاعی وزارت کے قاعدین سے ملاقات میں ماسکو میں یہ بات کہی ہے کہ " ہمیں نیوکلیئر حکمت عملی پر مبنی طاقتوں کی کارگزاری کے معیار و کیفیت کو اعلیٰ درجے کا بنانا ہے تاکہ تمام جنگی خدشات سے ہم روس کا دفاع کر سکیں" (Anatolia Website، 22 دسمبر 2016) حالانکہ اس کا اثر تھا مگر روس کی چھوٹی معیشت اس کی ان کوششوں کو پھیکا کر دیتی ہے خاص طور سے اس کے بعد جب امریکہ اور مغرب عام طور پر سوویت یونین کی تحلیل کے بعد روس کی صنعت کی ایک وسیع لائن کے ستونوں کے خاتمے میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ روس خام مال کی برآمد کرنے والا ملک بن گیا ہے جبکہ جنگی صنعت کو کافی حد تک اس نے برقرار رکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بین الاقوامی سطح پر امریکہ سے مقابلے کی دوڑ میں نہیں ہے مگر وہ امریکہ کو دعوت دے رہا ہے کہ بین الاقوامی سیاست میں وہ اس کا کردار تسلیم کرے۔ ان مانگوں کو امریکہ مکمل طور پر مسترد کرتا رہا ہے یہاں تک کہ شام میں امریکہ کے لیے روسی خدمات امریکہ کے روس کو عالمی طاقت کے طور پر تسلیم کرنے اور اس کو دوسرے بین الاقوامی معاملات میں ملوث کرنے کی توجیہ نہ بنی۔ شائد کیونکہ روس نے سوویت یونین کی وراثت پائی ہے اور ساتھ ہی امریکہ-سوویت معاہدات کی تاریخ بھی وراثت میں پائی ہے۔ روس کو یہ توقع تھی کہ شائد شام میں امریکہ کی تائید و تعاون امریکہ کی مکمل خوشنودی حاصل کرنے کا باعث بنے۔ روس بین الاقوامی سطح پر امریکہ سے اور زیادہ تعاون کا طلب گار تھا اور اس سے روس کی سیاسی کمزوری اور زیادہ عیاں ہوتی ہے کیونکہ امریکہ نے سوویت یونین سے مفاہمت کے اوراق تب چاک کر دیے تھے جب اس کا عالمی سطح پر ایک واقعی موثر اور ٹھوس وجود باقی تھا تو اب وہ روس کو کیسے تسلیم

کر سکتا ہے جبکہ وہ واقعتاً ایک چھوٹا ملک رہ گیا ہے جیسا کہ اوباما نے اپنے بیان میں کہا تھا؟

روس اپنی اس نئی چھوٹی شکل میں امریکہ کے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے جس کو حالات سنگین کرنے کی ضرورت پڑے، ان سب سے ظاہر ہوتا ہے کہ روس سے تناؤ بھرے تعلقات کے اضافے میں نیوکلیئر ہتھیاروں کی تیاری کے متعلق روسی بیانات اس کی اصل وجہ نہیں ہے۔

سوم: اس لیے مندرجہ بالا وجوہات تناؤ میں اضافے کی اصل وجوہات نہیں ہیں، مندرجہ ذیل معاملات پر غور کرنے سے سمجھ میں آتا ہے کہ اصل وجہ کچھ اور ہے:

1۔ کوئی بھی سیاست داں اس بات کا بخوبی ادراک کر سکتا ہے کہ امریکہ کی سب سے بڑی بین الاقوامی مشکل چین کا عالمی عروج ہے، اور اس کی قد آور معیشت کو کھڑا کرنے کی صلاحیت جو کہ اپنے اندر ایسی امکانی قوت رکھتی ہے جو امریکی معیشت کی انفرادیت کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے۔ اگر اس میں ہم چین میں ہونے والے جنگی اخراجات کا اور اضافہ کر لیں جو کہ روس، برطانیہ اور فرانس جیسے ممالک کے مجموعی اخراجات سے بھی زائد ہیں اور یہ بھی کہ اس کے بہت سے جنگی منصوبے خفیہ رکھے جاتے ہیں۔ امریکی سیاست دانوں کے لیے چین ایک بہت بڑی پریشانی کا سبب بن گیا ہے، اور حال میں امریکہ کے تمام عہدے داروں کے اسی موضوع پر بیانات آتے رہے ہیں۔ امریکی سیکریٹری دفاع ایشٹن کارٹر یہ مانتے ہیں کہ چین نے مزید عسکریت (militarization) کے امکانات کو بڑھا دیا ہے اور یہ کہ امریکہ اب ایک عبوری حالت میں ہے۔۔۔

امریکی سیکریٹری دفاع ایشٹن کارٹر نے کیلیفورنیا میں ایک دفاعی فورم میں بات کرتے ہوئے کہا کہ "چودہ سال تک شورش اور دہشت گردی کے خلاف لڑنے کے بعد۔۔۔ ہم اب ایک ایسی عبوری حالت میں ہیں جو کہ ہمارے مستقبل کا تعین کرے گی"۔ کارٹر نے کہا کہ چین کا جنوبی چینی بحر میں مزید زمین پر دعوے نے مزید عسکریت اور غلط اندازوں کے خدشات میں اضافہ کر دیا ہے۔۔۔"(Al Quds Al Arabi، 8 نومبر 2015)۔

صدر اوباما نے کہا کہ امریکہ کے مستقبل کا فیصلہ آج ایشیا میں ہو رہا ہے۔ اس نے کہا کہ "امریکہ کی خارجہ پالیسی کا ایشیا مرتکز ہونا ان کی صدارت کا کوئی "عارضی شوق" نہیں ہے۔۔۔"(Vientiane, Reuters, the Seventh Day، 6 ستمبر 2016) اور اس کا ایشیا پر ارتکاز چین سے تصادم کا باعث بنے گا۔

> **امریکہ کی سب سے بڑی مشکل چین کا عالمی عروج اور اس کی قد آور معیشت کو کھڑا کرنے کی صلاحیت ہے جو کہ اپنے اندر ایسی قوت رکھتی ہے جو امریکی معیشت کی انفرادیت کے لیے خطرہ ثابت ہو سکتی ہے۔**

2۔ سوویت یونین کے دور میں چین کی کمیونسٹ پارٹی کے اتحاد کی وجہ سے اس کے چین سے کافی قریبی مراسم اور اتحاد تھا۔ تب امریکہ سوویت یونین کو شکست دینے کے لیے کوشاں تھا، اس نے روس کے چین سے قرابت کو بہت سنجیدگی سے لیا تھا، اور سوویت یونین کو کمزور کرنے اور اس کو شکست دینے کے لیے اس ارتکاز کو منتشر کرنے کے لیے امریکہ نے کام کیا تھا۔ اسی مقصد کے تحت کسنجر نے سوویت یونین اور چین کے رشتوں کو ختم کرنے کے لیے منصوبہ بنایا اور کافی حد تک اس میں کامیاب بھی ہوا۔۔۔ پر اب حقیقت بدل چکی ہے، امریکہ چین کی طاقت سے خوف زدہ ہے اور اب پھر اس نے روس اور چین کے اتحاد کو بھانپ لیا ہے جس کو وہ روکنا چاہتا ہے، اس کے لیے ضروری قدم چین کو کمزور کرنا اور اس کو الگ تھلگ کرنا ہے، جیسا کہ اس نے پہلے کیا تھا اور اس کی نشاندہی واشنگٹن پوسٹ اخبار نے کی ہے۔ رشیا ٹوڈے (Russia Today) نے 18 دسمبر 2016 کو اس اخبار کو نقل کرتے ہوئے لکھا: "مضمون کے مطابق 45 سال پہلے سابق امریکی صدر نکسن نے سوویت یونین-امریکہ-چین کی مثلث کو تبدیل کرنے کی کوشش کی تھی۔ چین سے رشتوں کو پروان چڑھانے میں اس نے اس کی خلاف ورزی کا جوا کھیلا۔ 4 فروری 1972 کو نکسن نے اپنے چین کے دورے کے متعلق قومی سلامتی مشیر کسنجر سے ملاقات کی۔ کسنجر نے نکسن کو بتایا کہ "چین بھی اتنا ہی خطرناک ہے جتنا کہ روس اور تاریخی پس منظر میں وہ روس سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔" اس نے مزید اسے بتایا: "20 سال کے بعد اگر کوئی صدر آپ جیسا عقلمند نکلا تو وہ اپنی پالیسی میں چین کے خلاف روس پر اعتماد کرے گا"۔

3۔ اس طرح سے، روس کے خلاف حال کی معاشی پابندیوں کا جواز اور کچھ وقت سے روس پر مسلسل دباؤ کو سمجھا جا سکتا ہے، اور اس دباؤ کو کانگریس میں ری پبلکن پارٹی (نئے صدر ٹرمپ کی پارٹی) کے زیادہ تر ممبران نے اپنایا اور ڈیموکریٹک پارٹی نے بھی اپنایا۔ یہ دباؤ روس کے خلاف امریکہ کی نئی پالیسی ہے تاکہ اس کو امریکہ کے اتحاد میں چین کے خلاف گھسیٹا جا سکے جیسا کہ امریکہ کہہ رہا ہے جو کہ روس اب کھلے عام کہہ رہا ہے کہ اوباما انتظامیہ نے امریکی روسی تعلقات کو بالکل

منہدم کر دیا ہے۔ حالانکہ نئے صدر ٹرمپ کی آمد سے روس کو امریکہ سے تعلقات سنوارنے کا ایک سنہرا موقع ہاتھ آیا ہے! اس کا مطلب یہ ہے کہ امریکہ کے مستقل ادارے روس سے تعلقات میں جلد تناؤ بڑھانے میں اوباما انتظامیہ کے بقیہ عرصے کو استعمال کرنا چاہتے ہیں تاکہ روس کے پاس ٹرمپ انتظامیہ کے ساتھ مفاہمت کے علاوہ اپنی بقاء اور امید کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور چونکہ ٹرمپ انتظامیہ سودے بازی میں یقین رکھتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ روس امریکہ کے تعلقات کی بحالی چین کے متعلق کسی بڑے سودے کے عوض میں ہی ہو سکے گی۔ اس کو حاصل کرنے کے لیے منتخب صدر ٹرمپ کا پوٹن کے لیے عزت و احترام کی افواہوں کا استعمال کیا جا رہا ہے اور یہ بھی کہ وہ چین کے خلاف روس کے حلیف بن سکتے ہیں۔

4۔اس کا امکان اس سے اور ظاہر ہوتا ہے کہ منتخب صدر ٹرمپ نے صدارت کی کرسی سنبھالنے سے پہلے ہی چین سے امریکی تعلقات کو خراب کرنا شروع کر دیا ۔اس نے کہا کہ چینی سازوسامان پر زیادہ ٹیکس لگا کر وہ اپنے انتخابی مہم کے وعدوں کو پورا کرے گا اور امریکی کمپنیوں کو واپس آنے کی حوصلہ افزائی کرے گا، اور یہ چین کے لیے ایک بہت بڑا معاشی خطرہ ہے۔ ٹرمپ نے چین پر دباؤ بنانے کے لیے ایک خطرناک نظیر کی ابتداء کر کے تائیوان کے صدر سے اس کے کاغذات کا جائزہ لینے کے لیے رابطہ قائم کیا جو اس بات کا اشارہ تھا کہ امریکہ "ایک چین" کی پالیسی کو ترک کر سکتا ہے اور یہ چین کے لیے ایک بہت بڑا سیاسی خطرہ ہے۔اس طرح سے اس نئی امریکی انتظامیہ کی پہلی ترجیح چین کے عروج کو روکنا ہے۔ رشیا ٹوڈے نے 18 دسمبر 2016 کو واشنگٹن پوسٹ کا حوالہ دیا۔ امریکی منتخب صدر کا رویہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ امریکہ کی چین پالیسی پر نظر ثانی کرنے کے امکانات تلاش کر رہے ہیں۔ ٹرمپ نے اپنے بیانات اور ٹیلیفونک گفتگو سے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ بیجنگ سے ایک سخت پالیسی اپنانے کے داعی ہیں۔ منتخب صدر ٹرمپ نے پہلی بار تائیوان کے صدر سے ایک دہائی سے زیادہ وقت کے بعد رابطہ قائم کیا ہے۔بعد میں امریکن فوکس نیوز سے ایک انٹرویو کے دوران ٹرمپ نے امریکہ کے "ایک چین" کی پالیسی کے عہد کے متعلق شبہات کا اظہار کیا جس

> کیا روس چین سے تصادم کرنے کے امریکی دباؤ سے نکل پانے میں کامیاب ہو پائے گا؟ روس سیاسی مختصر نظری کی بیماری کی گرفت میں ہے اس لیے اب وہ نتائج کا تخمینہ نہیں لگا سکتا جیسے کہ وہ شام میں اپنے ظالمانہ کردار کی وجہ سے مسلمانوں کے احساسات سے لاتعلق ہے

پالیسی کی اتباع امریکہ صدر نکسن کے زمانے سے کرتا چلا آ رہا ہے۔

5۔اب سوال یہ ہے کہ روس کے ساتھ چین کے خلاف ٹرمپ کی کیا پالیسی رہے گی، یقیناً امریکہ روس کی کمزور معیشت کو چین کے سامنے کھڑا کرنے کی حماقت نہیں کرے گا اور نہ ہی روسی کلچر کو چین کے مدمقابل لائے گا۔ سوشلزم کے زوال کے بعد روس نے اپنا کوئی کلچر نہیں اپنایا ہے۔ بہرحال امریکہ روس کی جنگی صلاحیتوں کا اعتراف کرتا ہے، جس کو امریکہ چین کے آس پاس استعمال کر سکتا ہے جیسے شمالی کوریا کے نیوکلیئر ہتھیاروں کے خلاف روس کو استعمال کرنا یا روس کو چین کے خلاف اس دھمکی کے لیے استعمال کرنا کہ چین کو روس سے یا وسط ایشیا سے توانائی کی رسد بند کر دی جائے گی یا پھر خاص طور سے چینی بحر میں جہاز رانی (navigation) کی آزادی کو یقینی بنانے والی پالیسیوں کو نافذ کرنے میں روس کو بھی شامل ہونے کی دعوت دینا خصوصاً چینی سمندروں میں اور روس کو امریکہ کی ان کوششوں میں شمولیت کی دعوت دینا جس کے تحت چین ان جزائر سے نکلنے پر مجبور ہو جائے۔ یہ سارے کام بشمول چین سے براہ راست تصادم ، روس کے لیے بین الاقوامی خود کشی کے مترادف ہیں۔ لیکن روس ان امریکی پالیسیوں میں ملوث ہو سکتا ہے جس کے عوض میں وہ ایک عالمی سوپر پاور کا تاثر قائم رکھ سکے!!

یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ روس چین سے تصادم کرنے کے امریکی دباؤ سے نکل پانے میں کامیاب ہو پائے گا۔ روس سیاسی مختصر نظری کی بیماری کی گرفت میں ہے اور یہ بیماری اب بہت پیچیدہ ہو گئی ہے اس لیے اب وہ نتائج کا تخمینہ نہیں لگا سکتا جیسے کہ وہ شام میں اپنے ظالمانہ کردار کی وجہ سے مسلمانوں کے احساسات سے لاتعلق ہے۔ اپنی مختصر نظری کی وجہ سے وہ مسلمانوں کو بادشاہوں، صدرات اور حالیہ سیاسی شخصیات میں دیکھتا ہے جو کہ اس کے لیے کسی خطرے کا باعث نہیں ہیں۔ وہ اس بات کو محسوس نہیں کرتا کہ امریکہ نے خود وہ کام شام میں نہیں کیا جو اس سے کروایا کیونکہ امریکہ کو پتہ ہے کہ ان صدرات اور بادشاہوں کے علاوہ بھی امت مسلمہ ہے۔ روس کو کنارے کرنے کی خاطر ہی اوباما نے قصداً اس سے تعلقات میں تناؤ بڑھایا اور اس پر معاشی پابندیاں عائد کیں تاکہ وہ ٹرمپ کو

"اپنا دوست" سمجھے! اس طرح سے روس سے سودا کر کے چین سے اس کو علیحدہ کر کے ٹرمپ کے لیے راستہ ہموار کیا جائے اور ہو سکے تو چین سے بلواسطہ تصادم کے لیے اسے تیار کیا جائے۔ اپنے دورِ عہد کے خاتمے پر اوباما کا قصداً تناؤ میں اضافہ کرنا اس کی سب سے زیادہ ممکنہ وجہ ہے تاکہ نئے عہد کے لیے امریکی اداروں کی وضع کی ہوئی امریکہ کی پالیسی کے مقصد کو ٹرمپ حاصل کر سکے جیسا کہ حالات و اشارات سے ثابت ہوتا ہے۔ امریکی سیاست کو امریکی ادارے تشکیل کرتے ہیں اور صدارات صرف اس کا نفاذ کرتی ہیں چاہے وہ کسی بھی پارٹی کی ہو۔

6۔ چین اس پیش کردہ خطرے سے واقف ہے، اسی لیے وہ روس کو اپنے یہاں سرمایہ کاری کرنے کا لالچ دے رہا ہے اگرچہ وہ اس میں محتاط ہے اور اس کے ساتھ مشترکہ فوجی مشقیں کر رہا ہے، اور سیکیورٹی کونسل میں شامی مسئلے پر روسی ویٹو میں اس کا ساتھ دیتا ہے۔ یہ سب اس لیے تاکہ واشنگٹن اس کے خلاف روس کو استعمال نہ کر پائے۔ لیکن چینی سیاست دانوں کے دماغ میں روس کا معاندانہ رویہ بہت گہرا گھر کر گیا ہے۔ لیکن چین کی بڑھتی ہوئی معیشت کی دلچسپیاں اور خام مال اور توانائی کے وسائل کی فوری ضروریات جو کہ دونوں روس کے پاس ہیں، اس معاندانہ اور جارہانہ نظریے کو پردے کے پیچھے ڈال دیتے ہیں۔

جہاں تک چین کا سوال ہے تو وہ جانتا ہے کہ امریکہ اس کے خلاف معاندانہ رویہ رکھتا ہے، اور چین کے حالیہ دورے میں ہوئی اوباما کی توہین اس کا واضح اشارہ ہے۔ امریکی صدر کی حیثیت سے چین کے اپنے حالیہ دورے میں صدر اوباما کو پہلے مذاکرات میں حصّہ لینے کے لیے گوانگزو ہوائی اڈے پر پہنچ کر ہوائی جہاز پر سے اترنے کے لیے اس کے پیچھے کی ہنگامی سیڑھی کا استعمال کرنا پڑا۔ یہ کسی آگ یا تکنیکی خرابی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس لیے کہ چینی حکّام نے جہاز کے آگے کے حصّے سے باآسانی اترنے کے لیے اوباما کو خصوصی سیڑھی فراہم نہیں کی تھی۔ مشاہدین کا ماننا ہے کہ چین نے قصداً امریکی صدر کی توہین کی ہے اور یہ کہ اس سے ان دو ممالک کے تعلقات کے بیچ پیدا ہوئے تناؤ کی شدّت کا اندازہ ہوتا ہے جو کہ کئی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں، جس کی شروعات امریکہ اور جنوبی کوریا کے اس

> **اوباما نے قصداً روس سے تعلقات میں تناؤ بڑھایا اور اس پر معاشی پابندیاں عائد کیں تاکہ وہ ٹرمپ کو "اپنا دوست" سمجھے! اس طرح سے روس سے سودا کر کے چین سے اس کو علیحدہ کر کے ٹرمپ کے لیے راستہ ہموار کیا جائے اور ہو سکے تو چین سے بلواسطہ تصادم کے لیے اسے تیار کیا جائے**

اعلان سے ہوتی ہے جس میں میزائل شیلڈ کو جنوبی کوریا کی سرزمین پر تعینات کرنا شامل تھا۔

اس کے ساتھ ہی چین اور فلیپائن کے مابین جنوبی چینی بحر پر تنازعہ کو لے کر امریکی موقّف اور حال ہی میں چین کے اسٹیل کی درآمد پر اضافی فیس کا عائد کرنا ان کے بیچ کے اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں (الجزیرہ، 5 ستمبر 2016)۔

7۔ اس وقت سب سے عجیب بات یہ ہے کہ سابق قومی سلامتی کے مشیر اور سابق امریکی سیکریٹری خارجہ ہنری کسنجر بہ ذات خود اپنے بڑھاپے کے باوجود روس اور اگلے صدر ٹرمپ کے درمیان مفاہمت کے سب سے بڑے داعی ہیں۔ وہ خود ماسکو کا دورہ کرتے رہتے ہیں اور اس تعلق سے پوتن سے ملاقاتیں کرتے ہیں تاکہ چین کے خلاف روس سے اتحاد مکمل کیا جا سکے۔ کسنجر کی روسی مفاد سے دلچسپی کے حوالے سے روس بہت پُرجوش ہے! ڈمٹری پیسکوو روسی صدر کے پریس سیکریٹری نے کہا کہ ماسکو سابقہ امریکی سیکریٹری خارجہ ہنری کسنجر کا روس اور امریکہ کے تعلقات کو پھر سے بحال کرنے میں حصّہ لینے کا خیر مقدم کرتا ہے۔ پیسکوو نے منگل کو ایک پریس کے بیان میں کہا کہ سابقہ سیکریٹری خارجہ کسنجر ایک بہت ہی عقلمند، ہوشیار اور تجربے کار سیاست داں ہیں اور ان کو روسی معاملات کا بہت گہرا تجربہ ہے (عرب میڈیا نیٹ ورک، 27 دسمبر 2016)۔

اس سمت روی کے اشارات یورپ میں کچھ باخبر ذرائع بھی کرتے ہیں، روس ٹوڈے نے 28 دسمبر 2016 کو مندرجہ ذیل رپورٹ شائع کی: جرمن اخبار بلڈ نے لکھا کہ کسنجر کے نزدیک روس سے تعلقات کی بحالی کی ضرورت چین کی بڑھتی ہوئی طاقت کے مدّنظر ہے۔ اور چونکہ سابقہ سیکریٹری خارجہ ایک تجربہ کار مذاکرات کار ہیں اور وہ ذاتی طور پر پوتن سے ملاقات بھی کر چکے ہیں، وہ دونوں ممالک کے مابین تعلقات کو ہموار کرنے کے لیے ایک موثر ثالث کا کردار ادا کریں گے۔

بقیہ صفحہ 27 پر

بین الاقوامی پریس ریلیز

پریس نوٹ

اے آمنہ اردوان! شام کی عورتوں اور بچوں کو تمھارے کھوکھلے الفاظ اور خطوط کی ضرورت نہیں !انہیں ترک افواج کی ضرورت ہے جو انھیں ظلم سے نجات دلائے!

ترک میڈیا کے مطابق، 26 دسمبر کو ترک خاتون اول آمنہ اردوان نے عالمی لیڈروں کی بیگمات کو خطوط لکھے جن میں انھوں نے عالمی برادری کو حرکت میں لانے اور شام کے عورتوں اور بچوں کو بچانے کے لیے مزید کچھ کرنے لیے کہا۔ انھوں نے خط میں کہا کہ "ہم ایسے مرحلے پر ہیں جہاں ہمیں شام کے لیے رونے اور افسوس کرنے سے زیادہ کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں تمام عالمی خواتین کو دعوت دیتی ہوں کہ وہ شام کی عورتوں اور بچوں کے لیے عملی اقدامات کریں جو خوراک ، پانی اور طبی امداد کے بغیر اپنی موت کے دہانے پر کھڑے ہیں----- اس جنگ میں عورتیں، بچے اور شہری ذبح کیے گئے--- ہمارے دل اب اس کرب کو مزید برداشت نہیں کر سکتے--- میں شام کی انسانی حقوق کی ابتر صورتحال آپ کے سامنے رکھ کر آپ کو آپ کی اخلاقی ذمہ داری یاد دلاتی ہوں"۔

ہم آمنہ اردوان سے یہ سوال کرتے ہیں کہ کیا ان کو ایسا خط لکھتے ہوئے شرم نہ آئی جبکہ ان کا شوہر 6 سال سے سرحد پار اپنے بھائیوں اور بہنوں کو قتل ہوتے دیکھ رہا ہے جبکہ وہ دنیا کی ساتویں بڑی فوج کا سربراہ ہے--- وہ فوج جس کے جہاز یہودی وجود میں لگی آگ تو بجھانے کے لیے جاسکتے ہیں، مگر شام کے شہروں میں وہ جاتے بھی ہیں تو آگ لگانے اور مسلمانوں کو قتل کرنے ؟ کیا آپ کے یہ جذباتی جملے آپ کے شوہر کو نہیں سنائے جانے چاہیے جس نے اپنے مغربی استعماری آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے شامی مجاہدین کو تقسیم کر کے حلب کے جہاد کی بجائے اپنے فرات شیلڈ آپریشن میں مصروف کردیا جس کی وجہ سے حلب کا قتل عام بڑھ گیا اور وہ خود اسلامی انقلاب اور شہداء کی قربانیوں سے غداری کا مرتکب ہوا؟ آپ شام میں انسانی المیے کی صورتحال پر انسانی ضمیر کے بارے میں بات کرتی ہیں مگر آپ اپنے صدر کے ضمیر کے متعلق کیا کہیں گی جس نے استعمار کے لیے ترکی کے ہوائی اڈے کھول دیے تاکہ وہ شمالی شام میں بمباری کرسکیں، اور ایک کے بعد ایک غدارانہ معاہدے کیے، اور اُس نے روس کی قاتل حکومت کے ساتھ انٹیلی جنس کے تبادلے اور معاہدات کیے -اور اس قتل عام میں برابر کی شراکت داری کی- تاکہ اس اسلامی انقلاب کو روکا جاسکے اور قاتل شامی حکومت کو طاقتور کیا جائے؟ بے شک حلب کے مجاہدین کی پسپائی اور شامی عوام کے وسیع قتل عام کے بعد روسی صدر پیوٹن کے الفاظ سے دنیا بخوبی واقف ہے۔ اس نے کہا: "جو ہورہا ہے وہ بالکل اسی کے مطابق ہے جس پر ہم متفق ہوئے تھے۔ ہم نے اس پر ترکی کے صدر سے اتفاق کیا تھا جب انھوں نے سینٹ پیٹرزبرگ کا دورہ کیا تھا"۔

اے آمنہ اردوان! آپ کیا امید رکھتی ہیں اُن عالمی رہنماؤں کی بیویوں سے جن کے شوہر اور حکومتیں بغیر کسی جنبش کے 6 سال تک شام میں ہزاروں مردوں، عورتوں اور بچوں کے قتل و غارتگری کو دیکھتے رہے جبکہ ان میں سے کچھ خود اس ظلم کا حصہ بنے رہے۔ اس سب کے باوجود کیا آپ کو اس اقوام متحدہ، عالمی برادری یا حکومتوں سے امید ہے کہ انھیں خون مسلم سے ذرہ برابر بھی ہمدردی ہوگی؟ یہ وہی عالمی برادری اور اقوام متحدہ ہیں جو دہائیوں سے کشمیر، برما، فلسطین اور وسطی افریقہ میں مسلمانوں کے خون کو بہتا دیکھتے رہے اور کوئی عملی اقدام کرنے سے باز رہے۔؟!!

اے آمنہ اردوان! اگر آپ کے الفاظ میں سچائی ہے کہ آپ کا دل اس کرب کو برداشت نہیں کر سکتا تو اپنے شوہر سے مطالبہ کریں کہ امت کا ساتھ دے، مغربی استعماری قوتوں کے ساتھ اتحاد کو ختم کر کے اسلامی فریضے کو ادا کرے، اور فوراً اپنی فوج کو حرکت میں لائے جس پر اسے بہت ناز ہے تاکہ وہ شام کے مسلمانوں کو ظالم بشارالاسد کے ظلم سے نجات دلائے۔ آپ اُس سے مطالبہ کریں کہ وہ مسلمانوں کی ڈھال، منہج نبوی پر خلافت کے قیام کے لیے اقدام کرے جو مسلمانوں کے لیے ایک نئے عہد کا آغاز کرے گی جو مسلمانوں کے لیے امن و سلامتی کا عہد ہوگا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

﴿وَمَا لَكُمْ لاَ تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاء وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا

"اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ اور ان کمزور مرد و عورتوں کے لیے قتال نہیں کرتے جو کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں ان ظالموں کے علاقے سے نجات دلا، اور ہمیں اپنے پاس سے ایک مدد کرنے والا اور ساتھی عطا کر" (النساء:75)

شعبہ خواتین

مرکزی میڈیا آفس حزب التحریر

4 ربیع الثانی 1438 ہجری / 2 جنوری 2017

پریس نوٹ

امریکی سیاسی حل مکاری سے بھرے اُس درخت کا نام ہے جس کا پھل باہمی لڑائی ہے

بلاد شام میں بین الگروہی لڑائی چل رہی ہے جبکہ اسی کے متوازی آستانہ کانفرنس بھی جاری ہے، اس کی اہمیت اُن تمام لوگوں پر بھی واضح ہے جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں اور اُن پر بھی جو اِس لڑائی کے ذمہ دار ہیں۔ ہر وہ شخص جو اسے روک سکتا تھا لیکن نہیں روکا، اور ہر وہ شخص جو اس صورتحال سے خوش ہے، شام کے لوگوں سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان دھڑوں میں لڑائی اب ایک عمومی بات ہے اور جب بھی خون خرابہ ہوا معمولی بات پر اور ایسی بات پر ہوا جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے کوئی حجت کوئی دلیل نہیں تھی۔ باوجود اس کے کہ مخلص لوگ خبردار کرتے رہے لیکن ان کی ایک نا سنی گئی۔

اس باہمی خانہ جنگی کا پیش خیمہ دراصل 29 دسمبر 2016 کو کیا جانے والا جنگ بندی کا اعلان تھا۔ یہ لڑائی امریکی سیاسی حل کی ضروریات میں سے تھی تاکہ امریکی حل کے انکاریوں کو دہشت گرد گروہوں کے ساتھ نتھی کیا جاسکے۔

اے دارالاسلام کے مسکن الشام کے مسلمانوں، اب یہ کوئی خفیہ بات نہیں رہی کہ انقلاب جس صورتحال سے دوچار ہے اس کے اسباب دشمنوں کی سازشوں سے آگاہی کی کمی اور ایک ایسی زیرک سیاسی قیادت کا فقدان ہے جو باہمی لڑائی اور پاکیزہ خون کی پامالی کو روک سکتی۔ ان دھڑوں کے ہاتھوں میں ہتھیار الشام کی عوام کے تحفّظ اور ان کی عزت کی حفاظت کے لیے ہیں نہ کہ آپس میں خانہ جنگی کے لیے۔ انقلاب میں موجود طاقت کو ایک سیاسی قیادت چاہیے جو لائحہ عمل کا تعین کرے اور ایسے نصب العین کی تشخیص کرے جس کی طرف تمام بندوقوں کا روخ موڑا جائے۔

اے بلاد الشام کے اہل الرائے اور شرفاء، آپ کے کندھوں پر عظیم ذمہ داری ہے، آپ ہی انقلاب کی سمت پر اثر انداز ہونے والی کسی بھی کوتاہی کی سرکوبی کر سکتے ہیں، اور آپ ہی اسلحہ برداروں میں جھگڑوں کا تصفیہ کر سکتے ہیں۔ اس خانہ جنگی کو مسترد اور اس کے انکار کا اعلان کریں، اپنے بیٹوں کو ایسی ہر گروہی قیادت کی فرمانبرداری سے روکیں جو کہ رب العالمین کی معصیت میں ہو کیونکہ رب کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہے۔ اور یہ جان رکھیے کہ اس انقلاب کی تصحیح (درستگی) بغیر ایک مخلص سیاسی قیادت کے، جو اسلام کے عظیم تر منصوبے کی تکمیل پر عمل پیرا ہو، کے بغیر ممکن نہیں، اور صرف اسلام ہی کی بنیاد پر قیادت کرے، اس سے پہلے کے ظالم اس انقلاب پر قبضہ کرلیں کریں اور خون کے سوداگر اس کا سودا کریں۔ ایسے ہو جاؤ جیسے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ چاہتے ہیں، اس کے مخلص بندے، اسی کی رضا کے طالب، اسی کے احکام کے تابعدار، اس کی ممانعات سے پرہیز کرنے والے اور اللہ عزوجل کی خاطر کسی بھی ملامت کا خوف نہ کرنا۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ﴾

"اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسول کی دعوت کو قبول کرو جب وہ تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی عطا کرتی ہے۔ اور جان رکھو کہ اللہ بندے اور اس کے قلب کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ اسی کے روبرو تمہیں جمع ہونا ہے" (الانفال:24)۔

ولایہ شام میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

25ربیع الثانی 1438 ہجری / 23 جنوری 2017

پریس نوٹ

اتحاد ایک دودھاری تلوار ہے، سوائے اس کے کہ یہ صحیح بنیاد پر استوار ہو

۔ایک واحد فوجی اکائی میں ڈھلنے کے لیے مختلف جہادی گروہوں کا اتحاد اور ان کا ملاپ جائز اور مقبول مطالبہ تھا، اور ہم نے موجودہ تکلیف دہ صورتحال میں مبتلا ہونے سے قبل آپ سے یکجا ہونے کو کہا تھا۔

۔لیکن آج جو ہو رہا ہے اس کے نتیجے میں موجودہ منظر نامہ تقریباً دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے، اور یہ وہ تقسیم ہے جس میں کئی خطرات اور خدشات پنہا ہیں، جس سے مستقبل میں دونوں گروہوں کے درمیان خوفناک تصادم ہو سکتا ہے جس سے اللہ نہ کرے شام کا انقلاب ختم ہو سکتا۔

۔یہ خطرناک تقسیم اس وجہ سے ہے کہ وہ جو انقلاب کے عسکری اور غیر عسکری معاملات چلا رہے ہیں، انہوں نے درست سیاسی قیادت کا چناؤ نہیں کیا ہے۔ وہ سیاسی قیادت جو اس بات کی اہل ہو کہ قرآن و سنت سے واضح سیاسی منصوبہ اور انقلاب کے بنیادی مقاصد اخذ کر کے پیش کر سکے، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی کا باعث ہو، جو شام کے مستقبل کو بیان کر سکے اور جو مقاصد اور اہداف میں موجود ابہام کو دور کر سکے کیونکہ یہ وہ اہم وجوہات ہیں جو تنازعہ اور اختلاف کا باعث ہیں۔

۔جہاں تک اس سیاسی جماعت کا تعلق ہے جس کے زیر سایہ ہم تمام جماعتوں کو یکجا ہونے کے لیے کہہ رہے ہیں تو وہ حزب التحریر ہے۔

۔جہاں تک بنیادی اصولوں کی بات ہے، جن پر اختلاف کرنے والی جماعتوں کو لازمی بات کرنے کی ضرورت ہے، تو وہ یہ ہیں: مغرب اور ان کے ایجنٹ حکمرانوں سے اور ان کے گندے سیاسی مال و دولت سے ناطہ توڑیں ، حکومت کو اس کی تمام نشانیوں اور ستونوں سمیت اکھاڑ پھینکیں، اور نبوت کے طریقے پر خلافت کا قیام عمل میں لائیں۔

۔واضح سیاسی منصوبہ خلافت کا منصوبہ ہے جو حزب التحریر پیش کررہی ہے اور 000 اس ریاست کے آئین، ڈھانچے، اداروں اور حکمرانی کے طریقہ کار سے متعلق معمولی سے معمولی جزیات تک بیان کررہی ہے۔

۔اس لیے نئے فوجی گروہ خود کو لازمی امت کے شعور کی سطح تک بلند کریں، اور صحیح راستے پر چلیں، اور اس طرح وہ تمام حزب التحریر کی سیاسی قیادت کے زیر سایہ متحد ہو جائیں جو ان کی توانائیوں کو درست سمت میں گامزن کرے گی، اور اللہ العزیز الحکیم کے حکم سے امت کی ریاست، ریاست خلافت قائم کرے گی۔

۔لہٰذا ہم اپنے انقلاب کو الجھنوں اور گہری کھائی سے نکال کر ایک درست سمت کی جانب گامزن کردیں اور خود کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مدد کا حقدار بنالیں۔

﴿أَفَمَنْ يَمْشِي مُكِبًّا عَلَى وَجْهِهِ أَهْدَى أَمَّنْ يَمْشِي سَوِيًّا عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ﴾

"اچھا وہ شخص زیادہ ہدایت والا ہے جو اپنے منہ کے بل اوندھا ہو کر چلے یا وہ جو سیدھا (پیروں کے بل) راہ راست پر چلا ہو؟"(الملک:22)

ولایہ شام میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

3جمادی الاول 1438 ہجری / 31 جنوری 2017

پریس نوٹ

مجرم نظام نزار بایف کی حکومت مسلسل حزب التحریر کے شباب کو قید کر رہی ہے

14 دسمبر کو بافلودار عدالت نمبر 2 کے جج احمد وفا نے علی رسلان جیتانولین (عمر 34 سال) کے خلاف 6 سال قید کی سزا سنائی جو انہیں حکومت کی ایک سخت جیل میں گزارنی ہوں گی۔ اُن پر جمہوریہ قازقستان کے کریمنل کوڈ کی شق 235 کی دفعہ 2 کے تحت "مجرمانہ تنظیم کے ساتھ تعلق" اور شق 174 کی دفعہ 1 کے تحت "ذرائع ابلاغ کو جانتے بوجھتے نفرت ابھارنے کے لیے استعمال کرنے "کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس مقدمے کا فیصلہ رسلان کے وکیل کی عدم موجودگی میں سنایا گیا۔

رسلان بھائی کو جون 2016 میں گرفتار کیا گیا تھا۔

فیصلے میں یہ کہا گیا کہ رسلان کلعدم حزب التحریر کے کاموں میں شامل ہے اور وہ اس جماعت کا ایک فعال رکن ہے اور جماعت میں نئے لوگوں کی شمولیت کے لئے کام کرتا ہے۔

ہمارے بھائی رسلان نے حزب التحریر کی دعوت کو سال0 200 کے اوائل میں قبول کیا۔ اُس وقت قازقستان اور ہمسائیہ ممالک میں ظلم و جبر اور حزب التحریر کے شباب کو گرفتار کرنے کی ایک بھرپور مہم شروع ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود رسلان نے حزب التحریر کے افکار کو قبول کیا اور اس کی دعوت کا ایک فعال داعی بن گیا جس کی وجہ سے وہ کئی بار گرفتار ہوئے ، مقدمے چلے اور وہ جابر کی جیلوں میں ڈالے گئے۔ 2010 میں انہیں دو سال کی قید سنائی گئی جب ان کے خلاف قازقستان کے کریمنل کوڈ کی شق 164 "سماجی، قومی، قبائلی یا مذہبی نفرت ابھارنے" اور شق 337 "غیر قانونی اجتماع منعقد کرنا یا اس میں حصہ لینے "کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا تھا۔

قازقستان کی مجرم حکومت کھلے عام اسلام اور مسلمانوں ، خصوصاً حزب التحریر کے شباب کے خلاف کام کرتی ہے۔ حکمران حزب التحریر کو بدنام کرنے کے لیے جھوٹ اور دھوکے کا سہارا لیتے ہیں۔ حکومت کی تہمتوں کے خلاف ہم یہ کہتے ہیں:

1۔ حزب التحریر ایک سیاسی جماعت ہے جس کی آئیڈیالوجی اسلام ہے۔ جماعت نبوت کے طریقے پر خلافت کے قیام کے ذریعے اسلامی طرز زندگی کے احیاء کے لیے امت میں اور امت کے ساتھ کام کرتی ہے۔

2۔ اپنے ہدف کے حصول کے لیے حزب التحریر وہ طریقہ اپناتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے یعنی فکری و سیاسی جدوجہد۔ حزب التحریر اپنے اہداف کے حصول کے لیے کسی بھی ملک میں تشدد کا راستہ اختیار نہیں کرتی اور 1953 میں اپنے قیام کے دن سے لے کر آج کے دن تک اس کی جدوجہد اس بات کی گواہ ہے۔

3۔ دنیا بھر میں حزب التحریر کے میڈیا دفاتر ہیں جہاں سے کوئی بھی شخص حزب کے افکار اور اس کے طریقہ کار کے متعلق معلومات حاصل کرسکتا ہے۔ انٹرنیٹ حزب کی نمائندہ ویب سائٹس سے بھرا پڑا ہے جس میں حزب کی کتابیں، لیفلٹ، پریس ریلیز، رسالے موجود ہیں جو اس کے افکار کی نمائندگی کرتے ہیں۔

4۔ آخر میں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجرم حکومت چاہے جتنا بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وحشیانہ رویہ اختیار کرلے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ مسلمانوں کو بچائیں گے اور کامیابی عطا فرمائیں گے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی عظیم کتاب میں کہتے ہیں:

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

"ہم پر مؤمنوں کی مدد کرنا لازم ہے"(الروم:47)

حزب التحریر کا مرکزی میڈیا آفس

5 ربیع الثانی 1438 ہجری / 3 جنوری 2017

حکمرانوں کا احتساب کرنا مسلمانوں پر فرض ہے

اسلام اور اس کی خلافت کے داعی نوید بٹ کی رہائی کے لیے مظاہرے

پریس نوٹ

حزب التحریر ولایہ پاکستان نے، پاکستان میں حزب التحریر کے ترجمان نوید بٹ کی رہائی کے لیے ملک بھر میں مظاہرے کیے۔ مظاہرین نے بینر اٹھار کھا تھا جس پر تحریر تھا: "**خلافت کے داعی نوید بٹ کو رہا کرو**"۔ حزب التحریر ولایہ پاکستان اسلام اور اس کے سیاسی اظہار کے حوالے سے حکومت کی دہرے معیار کی پُرزور مذمت کرتی ہے۔۔ ایک طرف لبرل بلاگرز کے مسئلے پر حکومت کے اعلیٰ ترین عہدیداران نے بلاگرز کی جبری گمشدگی کی مذمت کی اور اس وقت تک اس مسئلے پر توجہ مرکوز رکھی جب تک تمام بلاگرز رہا نہیں ہوگئے لیکن نوید بٹ کے حوالے سے حکومت نے موت کی سی خاموشی اختیار کر رکھی ہے جبکہ ان کی جبری گمشدگی کو 4 سال اور نو مہینے کا عرصہ گزر چکا ہے۔ نوید بٹ کو حکومتی ایجنسیوں نے 11 مئی 2012 بروز جمعہ ان کے تین بچوں کے سامنے اغوا کیا تھا۔

حکومت کی عمل سے ثابت ہے کہ سیاسی رائے کی حوالے سے اس کا دہرا معیار واشنگٹن کی اطاعت کا مظہر ہے۔ امریکہ مسلم دنیا میں صرف کفریہ جمہوریت اور لبرل آزادیوں کی بنیاد پر سیاسی رائے کو برداشت کرتا ہے، جو درحقیقت پوری دنیا میں ناانصافی کا ماخذ ہے۔ لیکن جیسے ہی کوئی مسلمان اپنی سیاسی رائے کو قرآن و سنت کے تابع یا اس تک محدود کرتا ہے، تو وہ حکومت کے نشانے پر آجاتا ہے۔ اور پھر جب مسلم دنیا میں امریکہ کے ایجنٹ مخلص مسلمانوں پر تشدد اور ان کی سیاسی رائے پر انہیں ایسی سزائیں دیتے ہیں جس پر جنگل کے وحشی درندے بھی شرما جائیں تو واشنگٹن اپنی آنکھیں بند کرلیتا ہے۔ اس کے علاوہ جب کوئی مسلمان اسلام کو ایک مکمل نظامِ زندگی کے طور پر بحال کرنے کی جدوجہد کرتا ہے تو امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کی نظر میں وہ انسان ہی نہیں رہتا، یہاں تک کہ وہ اپنی سیاسی رائے کے خلاف عدلیہ میں مقدمے کا سامنا کرنے کا حق بھی نہیں رکھتا۔ کس نے امریکہ کو یہ حق دیا ہے کہ وہ مسلم دنیا میں سیاسی رائے کو اپنی مرضی کی شکل دے؟ اس کے ایجنٹوں کی یہ ہمت کیسے ہوتی ہے کہ وہ دین حق، اسلام سے ایک ہزار سال سے زائد کی زبردست وابستگی کو ختم کرنے کی کفار کی کوششوں کا حصہ بنیں؟ اور ان کی یہ ہمت کیسے ہوتی ہے کہ وہ مسلمانوں کی جانب سے حکمرانوں کا اسلام کی بنیاد پر احتساب کرنے کے عمل کو بزور قوت روکنے کی کوشش کریں جبکہ یہ وہ ذمہ داری ہے جس کے لیے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں؟

حزب التحریر ولایہ پاکستان، میڈیا، سیاست دانوں، علماء کرام، دانشوروں، وکلاء اور انسانی حقوق کی تنظیموں میں موجود مخلص افراد، جو اسلام اور مسلمانون کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ نوید بٹ کی بازیابی کے لئے آواز بلند کریں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اخلاص کے ساتھ عبادت کے لیے اور اسلام کے نام پر بننے والے ملک پاکستان میں انہیں نوید بٹ کے خلاف اس ظلم عظیم کو ختم کرنے میں اپنا ہر ممکن حصہ ڈالنا چاہیے۔ تو اپنی نجات کے لیے ظالم کے خلاف اپنی آواز بلند کریں اور ظلم کو ختم کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، **إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَن يَعُمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ** "جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتا) دیکھیں اور اسے (ظلم سے) نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو عذاب میں مبتلا کردے" (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس

12 جمادی الاول 1438 ہجری / 8 فروری 2017

FREE
NAVEED
BUTT
FREE
NAVEED
BUTT
خلافت کے داعی نوید بٹ کو رہا کرو
حزب التحریر ولایہ پاکستان

مسلم دنیا میں اردو بولنے والوں کے لیے

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی اردو ویب سائٹ

www.hizb-ut-tahrir.info/info/urdu.php

حزب التحریر کے مرکزی میڈیا آفس کی ایک اردو ویب سائٹ ہے جس کو www.hizb-ut-tahrir.info کے ذریعے دیکھا جاسکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی امت میں اردو بولنے، لکھنے اور سمجھنے والے کروڑوں مسلمانوں کے لئے یہ اردو ویب سائٹ معلومات حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس ویب سائٹ پر پوری مسلم دنیا میں خلافت کے قیام کے لیے کام کرنے والی جماعت حزب التحریر کی انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک مختلف ولایات کی جانب سے جاری کی گئیں پریس ریلیز ز اور لیفلٹ دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ویب سائٹ پر مسلم دنیا میں حزب التحریر کی خلافت کے قیام کی زبردست جدوجہد کے حوالے سے تحریریں، تصاویر، آڈیوز اور ویڈیوز بھی دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس ویب سائٹ کے ذریعے حزب التحریر کے امیر، مشہور رہنما اور فقیہ، شیخ عطا بن خلیل ابو الرشتہ سے سوالات بھی پوچھے جاسکتے ہیں۔

یقیناً اردو زبان کی موجودگی خلافت کا تحفہ ہے کیونکہ یہ زبان ریاستِ خلافت کی مسلم افواج کی فوجی چھاؤنیوں میں وجود میں آئی تھی جن میں ترکی، فارس، عرب اور برِصغیر پاک و ہند سے تعلق رکھنے والے مسلمان موجود ہوتے تھے۔ درحقیقت لفظ اردو ترک زبان کا لفظ ہے جس کے معنی "لشکر" کے ہیں۔ آج کے دن تک اردو کا رسم الخط، اس کے الفاظ اور طرزِ تحریر قرآن اور خلافت کی سرکاری زبان عربی پر بے حد انحصار کرتی ہے۔

حزب التحریر ولایہ پاکستان اردو زبان استعمال کرنے والے صحافیوں، میڈیا اور سوشل میڈیا کو اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ وہ حزب التحریر کی جدوجہد اور کام سے مسلسل آگاہی کے لیے اس بہترین ویب سائٹ کو استعمال کریں۔

ولایہ پاکستان میں حزب التحریر کا میڈیا آفس